ہفت روزہ خدام الدین لاہور

بانی :- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری

25/50

اقتصادی خرابی کا اثر اخلاق پر

حضرت امامؒ (ولی اللہ دہلوی) کے نزدیک اجتماع انسانی میں عدالت کے نہ ہونے ہی سے خرابی پیدا ہو جاتی ہے جس سے انسانی سوسائٹی نہ صرف مادّی لحاظ سے برباد ہو جاتی ہے بلکہ وہ اپنے اچھے اخلاق بھی کھو بیٹھتی ہے چنانچہ رومی اور ایرانی سوسائٹیوں میں اقتصادی لوٹ کھسوٹ اور امراء کی چیرہ دستیوں سے عوام پر جو اثر پڑا اس کا نقشہ کھینچنے کے بعد حضرت امام (ولی اللہ دہلوی) فرماتے ہیں کہ :۔

"امراء عیاشیوں میں اور غرباء چاپلوسیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان اعمال کی مشق کثرت سے ہونے لگتی ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگوں کے نفوس میں گندی شکلیں جمع ہو جاتی ہیں اور وہ اچھے اخلاق سے عاری ہو جاتے ہیں۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۰۶)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید الرحمٰن علوی

بے فائدہ قسمیں

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْآیَۃُ "لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ" فِیْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰہِ وَ بَلٰی وَاللّٰہِ۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ آیت لا یؤاخذکم اللہ اللغو (یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری بے فائدہ قسموں میں نہیں پکڑتا) انسان کے قول لا واللہ (نہیں اللہ کی قسم) اور بلیٰ واللہ (ہاں اللہ کی قسم) کے متعلق نازل ہوئی۔

اس حدیث کے متعلق ایک صاحب علم کا نوٹ چھپا دیکھا کہ "عربوں کا دستور تھا کہ باتوں میں زور پیدا کرنے کے لیے ہر ایک بات پر لا واللہ بلیٰ واللہ بولتے تھے۔ اس قسم کی قسموں کو یمین لغو کہتے ہیں۔ اس میں تاوان قانون کی رو سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔"

عربوں کے بعد اب ہر کسی کی یہ عادت بن گئی ہے کہ وہ بات بات پر قسمیں کھاتا ہے ایسا کرنا اللہ کے نزدیک لغو اور بے ہودہ عمل ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ قسمیں کھانے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا تصور کیا جاتا ہے۔

قسم کھانے کی گنجائش اور اجازت ہے لیکن ناگزیر ضرورت اور مجبوری کے وقت، ورنہ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور قسم میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم کھانا بہت بڑا گناہ اور حدیث کی رو سے شرک ہے۔ لوگ کعبہ، قرآن، پیغمبر وغیرہ کے نام کی قسمیں بالعموم کھا لیتے ہیں جو سخت جرم ہے۔ اس جرم کے مرتکب افراد اللہ تعالیٰ کی ان قسموں کو بنیاد بناتے ہیں جو قرآن مجید میں موجود ہیں اللہ رب العزت نے قرآن میں مختلف النوع اشیاء کی قسمیں کھائی ہیں۔ لیکن یہ دلیل بے وزن اور بودی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات مکلف نہیں نہ ہی ان ضابطوں کی پابند جن کے ہم پابند اور مکلف ہیں۔ ہم مسلمان اور مومن ہونے کی حیثیت سے کچھ حدود اور ضابطوں کے پابند ہیں ان حدود اور ضابطوں کو تسلیم کر کے ہی ہم مومن و مسلمان ہو سکتے ہیں ورنہ دعوئ ایمان عبث و بیکار اور باطل ہے۔ دعوئ اسلام کے بعد ان تمام حقائق کو تسلیم کرنا جو اللہ کی طرف سے پیغمبر اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے بتلائے اور سکھائے۔ ان ارشادات رسالت میں غیر اللہ کے نام کی قسم کو ممنوع بلکہ شرک قرار دیا گیا ہے۔

دوسری بات جس کی طرف توجہ دلانی ضروری ہے وہ حدیث کی رو سے یہ ہے کہ ایسی قسمیں جو بات بات پر

(باقی)



جلد ۲۵ ÷ شمارہ ۵۰
۳۰ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ ÷ ۱۴ جون ۱۹۸۰ء

اس شمارہ میں

رئیس الادارہ

پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مدیر منتظم ۔۔۔۔ میاں محمد اجمل قادری

مدیر ۔۔۔۔ محمد سعیدالرحمٰن علوی

بدل	سالانہ -/۶۰ روپے ÷ ششماہی -/۳۰ روپے	
اشتراک	سہ ماہی -/۱۵ روپے ÷ فی پرچہ ۱/۵۰ روپیہ	

صدر صاحب کی خدمت میں!

صدر پاکستان نے گذشتہ ہفتہ قوم سے اپنی صدارتی زندگی کا طویل ترین خطاب کیا ۶۵ منٹ کے خطاب میں موصوف کے ارشادات اور ان پر ہماری مختصر معروضات پیش خدمت ہیں۔

سب سے پہلے انہوں نے بین الاقوامی حالات پر گفتگو کی جس میں افغانستان میں روسی مداخلت، ایران کی صورت حال، صدر کا دورہ چین، زمبابوے کی یوم آزادی کی تقریبات میں شرکت اور مارشل ٹیٹو کی وفات کے موقعہ پر یوگوسلاویہ کے دورہ کے پس منظر میں بہت سی باتیں کہی گئی ہیں اس ضمن میں موصوف نے ہندوستانی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے اور اس خواہش کو دہرایا ہے کہ باہم مل بیٹھ کر اختلافات ختم کر لیے جائیں۔

موصوف کا یہ جذبہ قابل قدر ہے ۳۳ سال ہو چکے ہیں کہ ملک کی تقسیم ہوئی تین جنگیں ہوئیں اور اب تک دونوں ملک دفاع وغیرہ پر بے پناہ روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ اگر سنجیدگی اور اخلاص کے ساتھ اس مسئلہ پر توجہ دی جاتی تو دونوں ملکوں اور اس میں بسنے والے کروڑوں عوام کا بھلا ہوگا۔

آگے چل کر صدر صاحب نے بجا طور پر یہ بات کہی کہ اگر قومیں اپنی آزادی اور عزت کے دفاع کے لیے کمربستہ ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں زیر نہیں کر سکتی قومیں اپنا نام اپنی محنت اور اپنی قربانی سے پیدا کرتی ہیں۔

بات صحیح اور درست ہے ۔۔۔۔ لیے کاش ہمارے اندر

پبلشر مولانا عبیداللہ انور ۔ پرنٹر [illegible]

محنت اور قربانی کا جذبہ پیدا ہو جاتے۔ افسوس یہ ہے کہ ہم تساہل پسند اور غفلت شعار ہو کر رہ گئے ہیں۔ کام سے ہم جی چراتے ہیں اور مفت کی روٹی کھانے یا پھر حرام خوری ہماری فطرت و عادت بن چکی ہے۔ یہ چیزیں قوموں کا وقار مجروح کرتی ہیں اور بس۔

صدر صاحب نے اپنی تقریر میں مسلم ممالک کے لیے یکجہتی اور غیر جانبدارانہ پالیسی اپنانے پر زور دیا۔

بات درست اور صحیح ہے اور ہم اپنے دل کی بات کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہم نے بہت کچھ بنایا لیکن ہم آج تک غیر جانبدارانہ پالیسی نہیں اپنا سکے۔ یہ صحیح ہے کہ ہماری کانفرنسیں بڑے زور شور سے ہو رہی ہیں لیکن یہ بات باعثِ تشویش ہے کہ امریکی اور روسی لابی کا چکر ختم نہیں ہو رہا ہے۔ مختلف فنی معاملات میں ہم انہی کے محتاج ہیں جو ہمارے دشمن ہیں اور ہمارا سرمایہ و دولت دوسروں کے کام آ رہا ہے۔

صدر صاحب نے جنرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ایک ارب اسلامیانِ عالم کی نمائندگی کو بڑا اعزاز قرار دیا۔

یقیناً یہ ایک اعزاز ہے اور ہم دعاگو ہیں کہ صدر صاحب ایک مرد مومن کی طرح وہاں دو ٹوک بات کہہ سکیں اور مشرق و مغرب کے نام نہاد وڈیروں کو اسلامی دنیا کی اہمیت سے واقف کرا سکیں۔

ہمارے خیال میں اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اسلامی دنیا واضح اور دو ٹوک پالیسی اپنا کر کہ اپنا الگ پلیٹ فارم بنا سکیں۔ اگر ہم اسی طرح وقت گذارتے رہے اور جنرل اسمبلی میں دھواں دھار تقریروں اور رسمی قراردادوں پر قناعت کیے بیٹھے رہے تو ہمارا حشر اللہ نہ کرے بہت برا ہوگا۔

موصوف نے اندرونی حالات پر گفتگو کرتے ہوئے ابتداء اسلامی نظام سے کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میرا ہی نہیں تمام محبانِ وطن کا اور اسلام پسند (؟) عوام کا جی چاہتا ہے کہ جلد از جلد یہاں اسلامی اصولوں کو ہر شعبۂ زندگی میں جاری و ساری دیکھیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو مکمل ضابطہ حیات تو تسلیم کرتے ہیں لیکن ہم اسے عملاً اپنانے میں ہچکچاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس کا کوئی فوری حل ہوتا تو میں بلا جھجک نافذ کر دیتا لیکن میں دل سے محسوس کرتا ہوں کہ نفاذ اسلام کے لیے تدریجی طریقہ بہتر ہے۔

صدر صاحب جو فرمائیں درست ہے سوال یہ ہے کہ پاکستانی قوم اسلامی نظام کو اپنانے میں عملاً کیوں ہچکچاتی ہے؟ ہمارے خیال میں اس کی ذمہ داری ہمارے نظام پر ہے ۳۳ سالہ ملکی قیادت، سیاسی قیادت، علمی و تعلیمی قیادت اور فکری قیادت کے جرائم کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ اس پر گفتگو کرتے ہوئے سلسلہ دراز تر ہو جائے گا۔

سوال یہ ہے کہ ہم نے قوم کو اس مقصد کے لیے تیار کیا؟ ہم نے پاکستان کو اپنی منزل قرار دیا؟ اس سے دیانتدارانہ اختلاف کرنے والوں کو دنیا کی ہر گالی دی لیکن ہم نے افراد اور رجال کار طیار نہیں کیے جس کا آج صدر صاحب کو بھی گلہ ہے۔ پاکستان بنا تو اپنے ہی دو قومی نظریہ کو پارلیمنٹ میں دفن کر دیا۔ ہم نے اپنے تعلیمی نظام میں آج تک دو عملی ختم نہیں کی۔ اور ہر فریق اپنی اپنی ڈگر پر رواں ہے۔ آزاد قوموں کی کیا ضروریات ہوتی ہیں اور ہمارا کیا فرض ہے۔ کسی کو احساس نہیں اور اس معاملہ میں

آج کا قدر بھی جوں کا توں ہے۔

صدر صاحب اسلامی نظام کے سلسلہ میں پیش رفت کی گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو ہوا اس سے سب واقف ہیں۔

اگر اس بات کو سمیٹا جائے تو ہم یہ کہنے کی اجازت چاہیں گے کہ اس ملک کی مظلوم ترین چیز کا نام اسلام ہے اور اس دور میں اس کی مظلومیت میں ہونے والا اضافہ ہر دور سے زیادہ ہے اور اس معاملہ میں ان کی مشاورتی کونسل کی سست رفتاری اور شریعت بنچوں کی تشکیل کا انداز بنیادی رکاوٹیں ہیں۔ مشاورتی کونسل کا یہ بھی المیہ ہے کہ اس کی سفارشات اِدھر اُدھر دفاتر کا شکار ہو کر رہ جاتی ہیں اور انہیں اپنا اصل مقام نہیں ملتا۔

شریعت بنچوں میں علماء کی شمولیت کو نظر انداز کیا گیا اور اب بھی یہی کچھ کیا گیا ہے۔

ہمیں کسی طبقہ کے علم و فضل پر اعتراض نہیں لیکن ہم کسی کو اسلام کے معاملہ میں اتھارٹی تسلیم کرنے پر طیار نہیں اس مسئلہ پر حکومت کو سنجیدگی سے توجہ دینا ہوگی، ورنہ موجودہ شرعی عدالتوں کا بھی وہی حشر ہوگا۔

صدر صاحب نے قائدِاعظم یونیورسٹی میں شریعت فیکلٹی اور اب اسے اسلامی یونیورسٹی بنانے کا اعلان کیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اسلامی یونیورسٹی تو بہاولپور میں بھی ہے اس کا کیا رول ہے؟ وہاں دھول اُڑ رہی ہے۔ دنیا کی یونیورسٹیوں میں ڈاکٹریٹ کرنے والے اکابر کا احترام اپنی جگہ لیکن اسلام کے ساتھ کچھ تو انصاف کیا جائے۔ اسلام کے صحیح اور سچے نمائندوں کو صحیح مقام دیا جائے اور اس سلسلہ میں ان سے استفادہ کیا جائے ورنہ ہر تجربہ ناکامی پر منتج ہوگا۔

موصوف نے حکومت اور عوام کی ذمہ داریوں کے سلسلہ میں الگ الگ گفتگو کی ہے۔ لیکن وہ یہ بھول گئے ہیں کہ ان کا دفتری اور انتظامی نظام لوگوں کو بددیانتی، جھوٹ اور اس نوع کے جرائم کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ لوگ نوکر شاہی کو غلط نہیں کہتے —— صدر صاحب کو اس مسئلہ پر توجہ کرنی چاہیے۔

آپ ایک انکم ٹیکس نظام کو ختم کر دیں کاروباری دنیا میں ۹۰ فیصد قباحتیں ختم ہو جائیں گی۔ اپنے افسروں کو راہ پر لگائیں ان میں سادگی، قناعت اور شرافت کے جذبات پیدا کریں ورنہ محض تقریر یہ تو الہ دین کا چراغ نہیں۔

انہوں نے قاضی مقرر کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

مقامِ مسرت ہے لیکن اس سلسلہ میں صحیح افراد کا انتخاب ضروری ہے اور انہیں مکمل اختیار دینا ہوگا اور عدالتی نظام کی سہ عملی ختم کرنا ہوگی ورنہ قاضی بدنامی کا ایک نیا عنوان بن کر رہ جائے گا۔

انہوں نے زکوٰۃ کی بات کہی، غالباً ان کے نزدیک یہی سب کچھ ہے۔ حالانکہ یہ محض پہلی سیڑھی ہے اور جو لوگ بالعموم اس سلسلہ میں اہلکار نامزد ہوتے ہیں ان کی شہرت اتنی داغدار ہے کہ یہ پہلی سیڑھی ہی ٹیڑھی ہو کر رہ گئی ہے۔ نجی شعبہ میں انہوں نے ملکی مفاد کو پیشِ نظر رکھنے پر جو زور دیا وہ صحیح اور درست ہے لیکن اس میں بھی بنیادی ضرورت حکومتی اہلکاروں کا رویہ صحیح کرنے کی ہے۔ ورنہ یہاں کون اعتماد کرے گا؟

بہرحال محض نصیحت و خیرخواہی کے جذبہ سے چند گذارشات کی ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ بارگاہِ علیا میں شرفِ باریابی حاصل کریں۔ اور ہم سب ملک و قوم کے کام آسکیں۔

علوی

بادۂ شیراز در جامِ اُردو

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب!
کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب!
چوں دیدم روئے خوبش سجدہ کردم
بحمد اللہ نکو کردارم امشب
نہالِ عیشم از وصلش بر آورد،
زبختِ خویش برخوردارم امشب
براں عزمم کہ گر خود مے رود سر
کہ سرپوش از طبق بردارم امشب
کشند نقشِ انا الحق بر زمیں خوں
چوں منصور ار کشی بردارم امشب
تو صاحب نعمتی، من مستحقم
زکوٰۃِ حسن دہ حق دارم امشب
برات لیلۃ القدری بدستم
رسید از طالع بیدارم امشب
ہمی ترسم کہ حافظ محو گردد
ازیں شورے کہ در سر دارم امشب

لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی

مل گئی دولتِ تسلیم و رضا آج کی رات
مجھ کو محبوب اچانک ہے ملا آج کی رات
اس کے چہرے کو جو دیکھا تو گرا سجدے میں
شکر اللہ کا کرتا ہوں ادا آج کی رات
آج تو وصل کا پھل میں نے چکھا ہے یارو!
اپنی قسمت سے نہیں مجھ کو گلا آج کی رات
سر رہے یا نہ رہے عزم کیا ہے میں نے
رُخ سے ہر پردہ اٹھاؤں گا ترا آج کی رات
میرا ہر قطرۂ خوں نقشِ انا الحق ہوگا
مثلِ منصور جو سولی پہ چڑھا آج کی رات
تو شہنشہ ہے، ترے در کا میں بھکاری ہوں مجھے
دولتِ حسن کا صدقہ ہو عطا آج کی رات
لیلۃ القدر میں حصہ جو لکھا تھا میرا
بختِ بیدار سے مجھ کو ہے ملا آج کی رات
خوف تھا جس کا وہی بات ہوئی اے حافظ!
ہوگیا شورشِ سر سے میں فنا آج کی رات

پیمانہ برازِ میخانۂ حافظ۔ حکیم آزاد شیرازی

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

خدمتِ قرآن کا صلہ

شیخ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ کی رنگا رنگ مخلوق ہے۔ کافر، بد، نیک، مسلمان، عالم، جاہل، زیرک و دانا اور بے عقل —— اللہ تعالیٰ سب کا خالق و مالک اور سب کا مربی و پالنہار ہے۔ سب کی ضرورتیں پوری کرتا اور سب کو نوازتا ہے ان کو بھی جو اسے مانتے ہیں اور ان کو بھی جو اسے نہیں مانتے۔ جو اس کی وحدانیت و یکتائی کے قائل ہیں انہیں نوازتا ہے تو انہیں بھی اپنی جود و بخشش سے دیتا ہے جو اسے ایک نہیں مانتے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے "وادی غیر ذی زرع" میں اس کے حکم سے اس کے گھر تعمیر کی تو یہاں کی مسلم و مومن آبادی کے لیے رزق کی درخواست کی اس درخواست میں تھا وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ کہ جو تیری ذات اقدس اور تیرے دربار کی حاضری و پیشی پر ایمان و یقین رکھیں۔ انہیں اپنے فضل خصوصی سے اس بے آب و گیاہ زمین میں پھلوں کی شکل میں رزق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ جو چرند پرند سب کا رازق ہے وہ محض کفر کی وجہ سے کسی کا آب و دانہ بند نہیں کرتا۔ اس لیے فرمایا۔ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا کہ دنیا کی محدود زندگی میں وہ بھی فائدہ اٹھائیں گے جو کافر ہیں، رہ گئی اگلی دنیا تو جہنم منہ کھولے ان کی منتظر ہے۔

میرے عزیز ساتھیو! ایک بات بالعموم نظر آتی ہے کہ یہ دنیا جو اپنی عمر کے اعتبار سے بہت محدود ہے اور آنے والی دنیا کے مقابلے میں بہت کم، اس میں اچھے اور بھلے لوگوں کی گذر بسر بالعموم تنگی ترشی میں ہوتی ہے —— روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاشانۂ نبوت میں تشریف لے گئے تو حضور علیہ السلام دوپہر کے قیلولہ سے بیدار ہوئے تھے۔ کھجور کی چٹائی پر استراحت کی وجہ سے وجود اقدس پر نشان تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ فرطِ محبت سے رو پڑے، اور عرض کیا کہ دشمنانِ خدا و دین کی جو کیفیت و حالت ہے وہ معلوم اور اللہ کے نبیؐ کا یہ حال کہ ایک بستر بھی ندارد! سرکارِ مدینہ نے اپنے خسر محترم اور عزیز ترین دینی بھائی کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا کہ دارالآخرۃ کی جو نعمتیں اس نے اپنے عزیز بندوں کے لیے تیار کر رکھی ہیں ان پر مطمئن اور مسرور رہو۔ اہل کفر و نفاق کا معاملہ تو یہیں صاف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ خوش اور مسرور ہو گئے۔ لیکن اہلِ حق باوجود اس تنگی و ترشی کے

جس میں وہ وقت گذارتے ہیں ہزاروں لاکھوں قلوب میں بستے اور دنیا سے جاتے ہیں تو اس طرح کہ ایک زمانہ ان پر ماتم کرتا ہے۔

گویا دنیا میں دین اور حق سے وابستگی کی شکل میں اللہ تعالیٰ ان کو نوازتا ہے تو موت کے ساتھ ہی جو محض نقل مکانی کا نام ہے۔نوازشہائے باری تعالیٰ کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ہم نے اپنے گدڑی پوش اکابر اور بزرگوں کی حالت دیکھی۔ بڑے بڑے فرعونوں اور جابر صفت لوگوں کو ان کے آستانوں پر آ آکر سلام کہتے دیکھا اور ان کی بے نیازی کو بھی دیکھا — ان کی نیازمندی صرف اپنے اللہ کے سامنے تھی اور بس۔ باقی سب سے وہ بے نیاز تھے لیکن دنیا سے ان کی رخصتی کی خبر فضائے عالم میں نشر ہوئی تو ایسے ایسے نظارے دیکھنے کو نصیب ہوئے کہ سبحان اللہ۔

ع: عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

انہی لوگوں کے لیے کہا گیا ہے۔

ع: چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

ان کی ہی شان ہوتی ہے۔ اور یہی ہوتے ہیں جن پر آسمان بھی روتا ہے اور زمین بھی (دخان) ماضی قریب میں اپنے حضرت قدس سرہ، حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ، حضرت رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور متعدد اکابر کو دیکھا زندگی ایسی تھی کہ قسم کھائی جا سکتی ہے کہ انہوں نے صغیرہ گناہ بھی نہیں کیا اور موت ایسی کہ کائنات لرز کر رہ گئی۔ یہ صلہ، اللہ تعالیٰ کی جود و بخشش اور اس کی یہ کرم فرمائیاں استقامت علی الدین اور خدمت دین کا صلہ ہوتی ہیں۔

ابھی حال ہی میں مولانا غلام اللہ خاں صاحب کا انتقال ہوا۔بڑی خوش قسمتی ہے کہ حرمین شریفین کے مبارک سفر کے بعد تبلیغی مشن پر دوسرے ملک میں بلاوا آگیا۔ یہ موت ایک طرح شہادت کی ہے۔اس میں شک نہیں کہ امت کے لیے بڑا خلاء ہے لیکن حیّ و قیوم صرف اللہ کی ذات ہے۔ بعض لوگ کم علمی سے کہہ دیتے ہیں کہ "فلاں کی بے وقت موت" بھائی ایسا کہنا کفر ہے۔سب کی وقت پر آتی ہے جسے اللہ ہی بہتر جانتے ہیں بے وقت کسی کی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اب ان کو بھی بلا لیا۔ ساری عمر قرآن کریم کی خدمت کی۔ پنڈی، اٹک اور اپنے گاؤں میں دینی مدارس قائم کئے۔ پنڈی کا مرکز بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ہمارے حضرت وہاں کئی مرتبہ تشریف لے گئے۔

مولانا اب دنیا سے رخصت ہو گئے۔ مثالی جنازہ ہوا ہزاروں لاکھوں نے آنسو بہائے ہزاروں قلوب غمزدہ ہوئے۔ یہ سب قرآن کی خدمت کی برکت تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن و سنّت کا والا و شیدا بنائے —— ہمارے حضرت" نے قرآن کو اوڑھنا بچھونا بنایا آج تک صفحہ دہر پر ان کا نام ثبت ہے اور سدا ثبت رہے گا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔اسی طرح مولانا کی خدمت قرآن کا سلسلہ بہت وسیع اور دراز تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بال بال اپنی رحمتوں سے نوازے اور ان کے بنائے ہوئے مراکز علمی کو ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین!

آیت کریمہ

۱۹ر جون بعد نماز مغرب پڑھی جائے گی۔

(انشاء اللہ)

خطبۂ جمعہ

ضبط و ترتیب : مولانا عبدالروف

حضرت امیر معاویہؓ کی وفات

مسلمانوں کے لئے عظیم سانحہ تھی

جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبَید اللہ انور مدّ ظلہم

خطبۂ مسنونہ کے بعد :-
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—
کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ -
وقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم لمعاویۃ اللّٰھم اجعلہ ھادیًا و مھدیًا و اھد بہ - صدق اللہ وصدق رسولہ النبي الکریم -

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ اس سے کوئی انسان نہیں بچ سکتا - دینی اور دنیوی اعتبار سے بڑی بڑی عظمتوں والے لوگ اس دنیا میں آئے لیکن اپنی زندگی کے مقررہ ایام گذار کر اس دنیا سے کوچ کر گئے اور آئندہ بھی کوئی انسان ہمیشہ کے لیے اس دنیا میں نہ رہے گا کہ جب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء کرام اور خصوصًا امام الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں نہ رہے تو اور کون ہے جو باقی رہے گا - قرآنِ حکیم کا اعلان صداقت پر مبنی ہے کہ کلّ من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربّک ذوالجلال والاکرام - کہ تمام کائنات فنا ہونے والی ہے - باقی رہنے والی ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کہ وہ ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے - ان پر کسی لمحے بھی فنا نہیں آ سکتی - کہ وہ ذات حیٌّ لاّ یموت ہے - بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مادہ پرست دنیا کے وہ لوگ جنہیں موت کی حقیقت پر یقین نہیں نفس الامر میں اُن پر بھی موت واقع ہوئی ہے روزانہ اپنے سامنے بڑے بڑے انسانوں کی موت کا تماشہ دیکھ کر بھی جنہیں اپنی بقاء کا گمان ہے - اپنی موت یاد نہیں اور وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم نے ہمیشہ یہاں رہنا ہے اور اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر ہو کر ہمیں اپنی زندگی کا حساب نہیں دینا پڑے گا ایسے ہی لوگوں کے لیے قرآن کا فیصلہ ہے کہ لھم قلوبٌ لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا و لھم اٰذانٌ لا یسمعون بھا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل اولٰئک ھم الغٰفلون کہ اُن کے دل ہیں (لیکن) ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں (لیکن) ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں (لیکن) اُن سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں - وہی لوگ غافل ہیں"۔

بہر حال یہ ایک طے شدہ

امر ہے کہ موت ہر جاندار چیز پر واقع ہونے والی ہے پھر تاریخ انسانی اس بات پر گواہ ہے کہ جو لوگ زندگی میں بڑے رعب، دبدبے، اقتدار، حشمت و شوکت اور شہرت کے مالک تھے۔ آج گوشہ گمنامی میں ہیں۔ انہیں کوئی یاد کرنے والا نہیں بلکہ ان کی قبروں کے نشانات بھی مٹ چکے ہیں اس لیے کہ انہوں نے انسانیت کے لیے کوئی ایسا کارنامہ سرانجام نہیں دیا کہ لوگ انہیں یاد کرتے اور ان کی زندگی کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ان کی یاد کو نسلاً بعد نسلٍ اپنے سینوں میں محفوظ رکھیں۔ لیکن ان کے مقابلہ میں انسانی برادری بعض ایسی شخصیتوں کو صدیاں گذرنے کے باوجود فراموش نہیں کر سکی جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے لیے نہیں بلکہ اپنی قوم، کسی نظریے، کسی اعلیٰ مقصد، ارفع مشن اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے گذاری۔ انہیں زندہ و جاوید انسانوں میں سے ایک عظیم انسان امیرالمومنین سیدنا حضرت امیر معاویہ بن حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہما ہیں کہ جو آج سے تقریباً تیرہ صدیاں قبل آج کی تاریخ یعنی ۲۲ رجب کو اس دنیا سے رخصت ہوئے لیکن دین اسلام شریعت محمدیہ اور مسلمان قوم کے لیے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے گئے جو قیامت تک ملت اسلامیہ کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ کی یہ دنیا باقی ہے سیدنا حضرت معاویہؓ کا نام باقی ہے اور باقی رہیگا

محترم سامعین! آج چونکہ ۲۲ رجب المرجب حضرت امیر معاویہؓ کا یوم وفات ہے اس لیے ان کی سیرت اور حالات زندگی پر مختصر روشنی ڈالی جائیگی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ان کے مقام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

مختصر تعارف

خاندانِ قریش کی دس شاخوں میں سے بنو ہاشم اور بنو امیہ عظمت و عزت کے لحاظ سے امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔ سیدنا معاویہؓ بنو امیہ کے چشم و چراغ تھے۔ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ سلام اللہ علیہا کے سگے بھائی ہونے کی وجہ سے آپ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برادرِ نسبتی اور قیامت تک آنے والے تمام مومنوں کے لیے ماموں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ علامہ ذہبی ابن عساکر اور دوسرے محقق مؤرخین اسلام کے مطابق آپ نے سنہ ۶ھ اور سنہ ۸ھ کے درمیان اسلام قبول کیا لیکن گھر کے ماحول سے خوف کی بناء پر اسے چھپائے رکھا۔ تا آنکہ جب فتح مکہ کے موقع پر آپ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور حضور علیہ السلام نے آپ کے گھر کو دارِ امن بھی قرار دے دیا تو آپ نے بھی اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ کے ص۲۱ اور ص۱۱۸ پر حضرت معاویہ کا قول نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ اَسْلَمْتُ یومَ عمرۃ القضاء ولکنّی کتمتُ اسلامی مِنْ اَبِی الی یوم الفتح۔ کہ میں نے عمرہ قضاء کے روز اسلام قبول کیا تھا لیکن اپنے والد کے ڈر سے اپنے اسلام کو فتح مکہ تک چھپائے رکھا۔

آپؓ سیرت و کردار کا حسین مرقع اور ظاہری و باطنی حسن و خوبصورتی کے عظیم شاہکار تھے، پابندیٔ سنت

عشق رسالت، تقویٰ و طہارت،
زہد و خشیت، جرأت و پامردی،
جذبہ جہاد و شوق شہادت،
تدبر و ذہانت، سیاست و حکمت،
اور امور مملکت پر کامل گرفت
آپؓ کے بنیادی اور خدا داد
اوصاف تھے کہ جن کی وجہ
سے آپؓ کی زندگی ایک صحیح
مرد مومن کی زندگی تھی۔

نگاہِ نبوتؐ میں آپؓ کا مقام

دوسرے تمام فضائل کے
علاوہ آپؓ کی سب سے بڑی
فضیلت یہ ہے کہ آپؓ صحابیٔ
رسولؐ ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ کی سیرت کے سلسلہ میں یہ
بات بڑی وضاحت کے ساتھ
بیان ہو چکی ہے کہ اللہ اور
رسولؐ کے نزدیک ایک صحابیؓ
کتنی بڑی اہمیت کا حامل ہے
کہ بعد میں قیامت تک آنے
والے تمام انسان مقام صحابیت
کا مقابلہ نہیں کر سکتے کہ اللہ
تعالیٰ اور اللہ کے رسولؐ نے
بلا امتیاز تمام صحابہؓ کو دنیا
میں ہی اُن کے اخلاص کی بنا
پر نقد جنت کا سرٹیفکیٹ عطا
فرما دیا ہے اور تمام امتِ مسلمہ
کا اجتماعی عقیدہ ہے "الصحابۃ
کلھم عدول" کہ تمام صحابہؓ
عادل ہیں۔

اس لحاظ سے دوسری
خوبیوں سے قطع نظر سیدنا حضرت
معاویہؓ کے مقام صحابیت پر ہی
غور کیا جائے تو یہ بات واضح
ہو کر سامنے آتی ہے کہ وہ
جنتی، عادل، معیار حق اور عظمت
کی بلندیوں پر فائز انسان تھے۔
اس طرح آپؓ اور دوسرے تمام
صحابہؓ بعد میں آنے والے لوگوں
کی تنقید سے بالاتر ہیں۔ پھر حضور
علیہ السلام نے آپؓ کے لیے
خصوصی طور پر زبانِ نبوت سے
رسالت والے ہاتھ اٹھا کر اللہ
تعالیٰ سے دعا مانگی کہ "اللھم
اجعلہ ھادیاً و مھدیاً واھدِ
بہ" اے اللہ! معاویہؓ کو
ہدایت دینے والا، ہدایت پر قائم
رہنے والا اور لوگوں کے لیے
ذریعہ ہدایت بنا۔ ہمارا ایمان
ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی دعا یقیناً قبول ہوئی، اسی
لیے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ،
حضرت ابو اسحٰق السبیعیؒ اور حضرت
مجاہدؒ کے تقریباً ملتے جلتے الفاظ
ہیں کہ "لو ادرکتموہ او
ادرکتم ایامہ لقلتم کان
المھدیؓ"۔ اگر تم حضرت معاویہؓ
کو یا ان کے زمانہ کو پا لیتے
تو یقیناً پکار اٹھتے کہ یہی مہدی
ہیں۔" (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۵
العواصم ص ۲۵۵)

قیمتی سرمایہ

اسی طرح حضور علیہ السلام
نے متعدد مواقع پر حضرت معاویہؓ
کے لیے مختلف دعائیں فرمائیں۔
جو یقیناً آپؓ کی زندگی کا بہت
قیمتی سرمایہ ہے اور ان دعاؤں
کے الفاظ سے ہی آپ کی
سیرت اور حالاتِ زندگی نکھر کر
سامنے آتے ہیں (البدایہ والنہایہ
ص ۱۲۱ اور کنز العمال ج ۷، ص ۸۷)
پر حضور سرور کائنات کی ایک
اور دعا بھی مذکور ہے جو
آپ نے سیدنا معاویہؓ کے لیے
بارگاہ الوہیت میں کی "اللھم
علمہ الکتاب ومکن لہ
فی البلاد وقہ العذاب"
کہ اے اللہ! معاویہؓ کو کتاب
(قرآن) کا علم سکھا اور اس
کو شہروں میں حکومت عطا فرما
اور اس کو عذاب سے محفوظ
رکھ۔" حضور علیہ السلام کی
اسی دعا کا ہی نتیجہ تھا کہ
اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام بلاد
اسلامیہ پر حکومت نصیب فرمائی
اور آپ نے تقریباً بیس سال
تک تمام اسلامی حدود پر کامیاب
حکومت کی اور جہاں فتوحات کا
سلسلہ دوبارہ شروع کیا وہاں
داخلی فتنوں اور سازشوں کا

قلع قمع کر دیا۔ اس طرح انتشار   سال حکومت کرنے کے بعد   دنیا سے رخصت ہوئے۔
و افتراق کو ختم فرما کر بیس   آپ نے ۲۲ رجب سنہ ۶ھ کو اس

معراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ عزیز الرحمٰن خورشید "بھیرہ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
معراج کا ایک خصوصی امتیازی معجزہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں متعدد بار خواب میں معراج ہُوا، مگر یہ معراج جس کا ذکر ہم یہاں کر رہے ہیں، یہ جسمانی ہے، قرآن کریم کی آیات بینات حضور علیہ السلام کے معراج جسمانی پر صاف، بیّن، اور واضح دلیل ہیں سورۃ بنی اسرائیل کی ابتداء میں ارشاد ہوتا ہے کہ، "پاک ہے وہ ذات جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی، جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہے، تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے، بنی اسرائیل، اور سورۃ نجم کی آیات بھی معراج جسمانی کو ثابت کر رہی ہیں، ملاحظہ فرمائیں آیت نمبر ۱ تا ۱۸

ستارے کی قسم ہے جب وہ ڈوبنے لگے تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا ہے، نہ بہکا ہے، اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے، یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے، بڑے طاقتور (جبرائیل) نے اسے سکھایا ہے، "جو بڑا زور آور ہے پس وہ قائم ہوا ہے (اصلی صورت میں) اور وہ (آسمان کے) اونچے کنارے پر تھا، پھر نزدیک ہوا پھر اور بھی قریب ہوا، پھر فاصلہ دو کمان کے برابر تھا یا اس سے بھی کم، "پھر اس نے اللہ کے بندے کے دل میں القاء کیا جو کچھ القاء کیا، دل نے جھوٹ نہیں کہا تھا جو دیکھا تھا، پھر جو کچھ اس نے دیکھا تم اس میں جھگڑتے ہو، اور اس نے اس کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، جس کے پاس جنت الماویٰ ہے جبکہ اس سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا، نہ تو نظر بہکی نہ حد سے بڑھی، بے شک اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ——— قرآن کریم کے علاوہ احادیث متواترہ سے بھی معراج جسمانی ثابت ہے، معراج جسمانی کے بارے میں متعدد صحابہ کرام کی روایات ہیں، جن پر علامہ ابن کثیر نے پوری جرح و تعدیل فرمائی ہے، علامہ ابن کثیر کی تحقیق کے مطابق پچیس صحابی اور صحابیات ہیں جن سے معراج جسمانی کے بارے میں روایات ہیں ــ علامہ نے ان کے نام نقل فرمائے ہیں،

حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت مالکؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابوسعیدؓ، حضرت ابن عباسؓ حضرت شداد بن اوسؓ، حضرت ابی بن کعبؓ حضرت عبدالرحمٰن بن قرظؓ، حضرت ابوحبہؓ حضرت ابولیلیٰؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت حذیفہ بن الیمانؓ حضرت بریدہؓ، حضرت ابوایوب انصاریؓ حضرت ابوامامہؓ، حضرت سمرہ بن جندبؓ، حضرت ابوالحمراءؓ، حضرت صہیب رومیؓ، حضرت ام ہانیؓ، ام المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ،

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان صحابہ کرام کے نام گنوا کر اس کے بعد لکھتے ہیں،

فحدیث الاسراء اجمع علیہ المسلمون واعرض عنہ الزنادقۃ والملحدون

واقعہ اسراء کی حدیث پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، صرف ملحدین و زندیق لوگوں نے اس کو نہیں مانا، حضرت قاضی محمد ثناء اللہ صاحب عثمانیؒ نے واقعہ معراج کے بارے میں تفسیر مظہری میں لکھا ہے

"اہلسنت والجماعت کا اجماع ہے کہ معراج بیداری میں ہوئی، اہل علم نے صراحت کی ہے کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانا سورۃ بنی اسرائیل کی آیات سے ثابت ہے اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنا سورہ نجم کی آیات سے ثابت ہے اس لئے معراج کا منکر کافر ہے"،

آیات اور احادیث کے علاوہ واقعہ معراج کے سلسلہ میں ایک بات قرین انصاف ہے وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت ام ہانیؓ کو معراج کے سفر کے سلسلہ میں تفصیلات بتائیں تو انہوں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اس قصہ کا ذکر کسی سے نہ کریں ورنہ لوگ اور زیادہ تکذیب کریں گے، اگر یہ معاملہ خواب کا ہوتا تو حضرت ام ہانی یہ بات حضور علیہ السلام سے کیونکر عرض کرتیں؟ واقعہ معراج میں بہت زیادہ تفصیل ہے مگر یہاں صرف وہ حالات ذکر کئے جاتے ہیں جن کا مشاہدہ حضور علیہ السلام نے عالم مثال میں کیا، یہ وہ حالات ہیں جن میں موجودہ دور کے اندر امت بہت زیادہ مبتلا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر ان گناہوں سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو خدا کے عذاب سے بچنے کی کوئی صورت ممکن نہیں"۔

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کو دیکھا کہ جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے چہروں اور سینوں کو ان ناخنوں سے چھیل رہے تھے، حضرت جبرائیلؑ نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا مشغلہ دنیا میں اپنے بھائیوں کی غیبت کرنا ہے"۔

۲۔ حضور علیہ السلام نے ایک اور قوم کو دیکھا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے، کچلنے کے بعد وہ پھر اپنی اصلی حالت میں ہو جاتے اور یہ سلسلہ بغیر کسی وقفہ کے جاری تھا، آپ کو بتایا گیا کہ یہ فرض نماز میں غفلت برتنے والے لوگ ہیں"۔

۳۔ کچھ لوگوں کو آپ نے دیکھا کہ آگے اور پیچھے ان کی شرمگاہوں پر چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور وہ اونٹ بیل کی طرح چر رہے تھے ان کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ زکوٰۃ میں کوتاہی کرنے والے لوگ ہیں

۴۔ کچھ اور لوگوں کو آپ نے دیکھا کہ ان کے سامنے دو ہانڈیاں تھیں ایک میں صاف ستھرا گوشت پکا ہوا تھا اور دوسری میں کچا اور سڑا ہوا وہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھا رہے تھے، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جو دنیا میں زنا کی مرض میں مبتلا تھے

۵۔ ایک اور گروہ کو آپ نے دیکھا کہ سر راہ ایک لکڑی پڑی ہے ان کی جو چیز بھی اس سے لگتی ہے وہ چاک کر دیتی ہے، جبرائیلؑ نے بتایا کہ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو ڈاکہ ڈالتے ہیں۔

۶۔ پھر آپ نے کچھ اور لوگ دیکھے کہ جنہوں نے لکڑیوں کا بھاری گٹھا جمع کر رکھا ہے، جو برابر بڑھتا جاتا ہے اور وہ اسکو اٹھانیکی طاقت نہیں رکھتے آپ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو امانت میں خیانت کرتے تھے

۷۔ آپ کو اپنی امت کے خطباء واعظین، مبلغین، دکھائے گئے جو لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے ان کی زبانیں اور ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، عالم مشاہدات کی یہ باتیں احادیث میں موجود ہیں جن کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تفصیلاً کے لئے ملاحظہ ہو سیرۃ المصطفیٰ حصہ اول ص ۲۲۲، ۲۲۳، از مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔

سفر معراج میں خداوند کریم نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں اور بہت کچھ دیا وہاں امت کے لئے ایک تحفہ نماز عطا فرمایا، یہ ایک ایسا قیمتی تحفہ ہے جس کے بارے میں نبی آخر الزمانؐ نے فرمایا، الصلوۃ معراج المؤمنین"

بڑے لوگوں کا تحفہ قبول کر کے اس کی حفاظت کرنا سعادتمندی کی دلیل ہے، مگر آہ ہماری بدبختی کہ ہم نے اس اہم تحفہ کی قدر نہ کی، اس موقع پر مناسب ہو گا کہ اس فریضہ کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں مختصراً بیان کر دی جائے، نماز کی اہمیت کا اندازہ صرف اس بات سے ہی لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم میں بیاسی مقامات پر مختلف انداز میں خداوند کریم نے اس کا ذکر فرمایا،

"بے شک نماز بے حیائی کے کاموں اور بدکاری سے روکتی ہے" (عنکبوت ۴۵)

نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے، "بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز پڑھ" (طٰہٰ ۱۴)

قرآن کی طرح حدیث کے اندر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی بہت زیادہ اہمیت بیان فرمائی ہے چند احادیث

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ملاحظہ ہوں۔

۱۔ نماز دین کا ستون ہے جس شخص نے نماز قائم کی اس نے دین کو قائم رکھا جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے دین کی عمارت کو گرا دیا،

۲۔ پانچ نمازیں پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو،

۳۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا اور حضور قلب سے نماز ادا کی، خدا کا وعدہ ہے کہ اس کو بخش دیا جائیگا

۴۔ جو شخص نماز پابندی کے ساتھ ادا کریگا نماز اس کے لئے نور کا سبب ہوگی، کمال ایمان کی دلیل اور قیامت والے دن بخشش کا ذریعہ ہوگی،

۵۔ جس نے نماز کی محافظت نہ کی، اس کے لئے نماز نہ نور کا سبب ہوگی نہ کمال ایمان کی دلیل اور نہ ہی بخشش کا ذریعہ بنے گی، قیامت والے دن اس شخص کا حشر قارون فرعون، ہامان، اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا،

۶۔ جس شخص نے دانستہ طور پر فرض نماز کو ترک کر دیا اس سے اسلام بری الذمہ ہے" یہ احادیث شریف مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں

مقام غور ہے کہ معراج کی رات کا تحفہ اور قرآن وحدیث میں اس انداز سے تاکید کے باوجود امت محمدیہ کے لوگ اس میں اس طرح غفلت برتیں

حضور علیہ السلام کو عالم مشاہدات میں جن گناہوں کی سزا کا مشاہدہ کرایا گیا ان گناہوں سے بچنا ضروری ہے اور اگر ارشاد

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود بھی ہم نہ سمجھے تو یہ بہت بڑی بدبختی ہوگی، خدا ہمیں گناہوں کی زندگی گذارنے سے بچائے اور تحفہ معراج یعنی نماز کی پابندی کی توفیق عطا فرما دے، آمین بحرمۃ سید المرسلین، صلی اللہ علیہ وسلم۔

بقیہ : احادیث الرسولؐ

کھائی جائیں ان پر مواخذہ نہیں لیکن اس کا یہ مقصد نہیں کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے بلکہ اس عادت بد کو ترک کرنا ضروری ہے۔

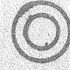
ایک اور بات جس کا اظہار لازم ہے وہ ہے جھوٹی قسم، دیدہ و دانستہ جھوٹی قسمیں کھانا۔ حدیث کی رُو سے شدید قسم کا جرم ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے کبیرہ گناہوں سے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ کیا تو جھوٹی قسم، جھوٹی شہادت وغیرہ

کو بڑی شد و مد سے ذکر فرمایا۔

بہر حال ایک مسلمان کی حیثیت سے لازم ہے کہ ہم شرعی ضابطوں کا زندگی کے ہر معاملہ میں لحاظ کریں اور قسم کے متعلق بھی قرآن و سنت کے نقطۂ نظر کو پوری احتیاط سے اپنائیں کہ اس کے بغیر زندگی محض کھیل اور فضول ہے۔

شب برأت جیسی بابرکت شب کو لہو و لعب اور کھیل تماشوں میں گنوانے کی بجائے یادِ الٰہی میں بسر کریں (ماخوذ)

شبِ معراج



سرنگوں ہو گئے ظلمت کے نشاں آج کی رات
ہر طرف نور کے دریا ہیں رواں آج کی رات

نکہتِ گل ہے طبیعت پہ گراں آج کی رات
بے خودی لے گئی تو مجھ کو کہاں آج کی رات

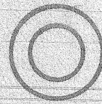
عشق ہے اپنی بلندی پہ رواں آج کی رات
چشم مشتاق ہے اور حسنِ نہاں آج کی رات

گردشِ شام وسحر اپنا چلن بھول گئی
جادۂ شوق پہ ہے کون رواں آج کی رات

جس طرف سے وہ گئے راستے گلزار بنے
نقشِ پا بن گئے منزل کے نشاں آج کی رات

سانس لینے کی فرشتوں کو جہاں تاب نہیں
کون یہ محوِ تکلم ہے وہاں آج کی رات

عشق اور حسن ہیں اس طرح سے یکجا کیفی
حسن کا عشق پہ ہوتا ہے گماں آج کی رات



محمد ذکی کیفی

قاضی خالد محمود، اٹک شہر

فیلسوف اسلام

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

خاندان :- والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق رضؓ سے جا کر ملتا ہے آپ کا خاندان حضرت عمر کی نسبت سے فاروقی کہلاتا ہے۔ آپ کے آباء واجداد کے عرب اور پھر دلی (ہند) پہنچنے کے بارے میں کوئی معین تاریخ نہیں بتائی جا سکتی، لیکن جو نسب نامہ آپ نے "مآثر الاجداد" میں لکھا ہے اس سے قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کی چوتھی یا پانچویں پشت سے آپ نے ترک وطن کیا کیونکہ ساتویں آٹھویں پشت سے عجمیت نمایاں ہے، آپ کا خاندان شروع سے علمیت اور جہاد میں یکتا تھا، آپ کے دادا شیخ وجیہ الدین عالم دین ہونے کے علاوہ ایک بہادر مجاہد بھی تھے، اورنگ زیب کے ساتھ جنگوں میں شریک تھے خصوصاً شاہ شجاع کے مقابل آپ نے نہایت بہادری دکھائی، مرہٹوں کی سرکوبی کے لئے دکن والی مہم میں بھی آپ مجاہدین کی فہرست میں شامل تھے، شاہ صاحب ان کی نسبت مآثر الاجداد میں فرماتے ہیں، "شاہ وجیہ الدین بکمال تقویٰ و شجاعت موصوف بودند" شیخ وجیہ الدین کے فرزند اور شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم عہد عالمگیری کے جید عالم، سچے صوفی اور قناعت پسند بزرگ تھے ان کی درسگاہ "مدرسہ رحیمیہ" میں ہند اور بیرون ہند کے طلبہ علم دین کی پیاس بجھانے آتے تھے اورنگ زیب نے فتاویٰ عالمگیری کی نظر ثانی آپ کے سپرد کی

ولادت اور نام :- شاہ عبدالرحیم کی ساٹھ برس تک کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین فرزند عطا ہوئے، ان میں بڑے شاہ ولی اللہ ہیں اورنگ زیب کی وفات سے چار سال قبل ۴ شوال ۱۱۱۴ھ ۲۱ فروری ۱۷۰۳ء میں انکی ولادت ہوئی۔ "انفاس العارفین" میں لکھا ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی بشارت کی بناء پر والدین نے آپ کا نام قطب الدین رکھا، لیکن بعد میں آپ کے اخلاق و اطوار کی بناء پر لوگوں نے آپ کو ولی اللہ کہنا شروع کر دیا اور یہی نام اتنا مقبول ہوا کہ سوائے آپ کے تذکرہ حیات کے اور تحفہ اثناعشریہ کے دیباچہ میں اور کسی کو یاد نہیں۔

تعلیم و تربیت :- سلف صالحین کے دستور کے مطابق جب آپ کی عمر ۵ برس کی ہوئی تو والد سے سبق پڑھنا شروع کر دیا ابتداء قرآن مجید سے کی گئی ۷ برس کی عمر میں قرآن پاک ختم کر لیا اور فارسی پڑھنی شروع کر دی، اسی سال آپ نے نماز سیکھ کر نماز کی پابندی شروع کر دی اور اسی سال روزے رکھنے شروع کر دیئے ۱۰ برس کی عمر میں آپ نے نہ صرف عربی فارسی کی نوشت و خواند میں مہارت پیدا کر لی بلکہ نحو کی معرکۃ الآراء کتاب "شرح ملا جامی" ختم کر چکے تھے ۱۴ برس کی عمر میں آپ نے نہ صرف ان کتب میں مہارت پیدا کر لی تھی جو اس زمانے میں علم کی انتہائی منزل خیال کی جاتی تھی، بلکہ معقولات، منقولات حدیث، فقہ، معانی، کلام، ادب، فلسفہ منطق، طب، ہیئت، تصوف اور ریاضی میں مہارت تامہ حاصل کر لی تھی ۱۵ برس کی عمر میں آپ نے علوم ظاہری سے فراغت پائی اور اسی سال آپ کی شادی ہو گئی ۱۶ برس کی عمر میں علم باطن کی تکمیل کی غرض سے نقشبندی طریقے پر والد ماجد کے ہاتھ پر بیعت کی، اور ان کی نگرانی میں اذکار و اشغال میں مصروف ہو گئے تکمیل کے بعد والد ماجد نے عوام و خواص کی دعوت کی۔

۱۷ برس کی عمر میں جب والد ماجد کا انتقال ہوا، تو انہوں نے خلیفہ برائے تلقین و ارشاد

مقرر فرمایا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا، میرے بعد اس کے ہاتھ کو میرا ہی ہاتھ سمجھو، چنانچہ والد کے انتقال کے بعد پورے بارہ سال علوم دینیہ اور عقلی علوم کی تعلیم وتدریس کرتے رہے

سفر حج

بارہ برس تک درس وتدریس میں مشغول رہنے کے بعد ۱۱۴۳ھ میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، شاہ صاحب نے حج کرنے کے بعد ایک برس تک وہاں رہائش پذیر رہے اسی اثناء میں آپ استفادہ حدیث کرتے رہے، آپ کا زیادہ قیام مدینہ منورہ میں رہا۔ آپ نے وہاں کے مشہور عالم شیخ ابوطاہر مدنی سے باقاعدہ درس لیا اور وہاں سے سند حاصل کی،، شیخ موصوف آپ کی ذہانت کے بڑے مداح تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ،، ولی اللہ لفظ کی سند مجھ سے لیتا ہے لیکن معنی کی سند میں اس سے لیتا ہوں،، مدینہ سے واپسی پر ۱۱۴۴ھ میں حج کیا، ۱۱۴۵ھ کے اوائل میں آپ نے وطن کا رخ کیا، چھ ماہ آپ کو راہ میں لگ گئے رجب ۱۱۴۵ھ کو دلی پہنچے۔۔

بعد کے مشاغل

حرمین شریفین سے واپسی کے بعد آپ نے اپنے اوقات عزیز کو تین اہم مشاغل میں صرف کرنے کے لئے مخصوص کر دیا مصروفیت کا یہ عالم تھا کہ اشراق کی نماز کے بعد بیٹھتے اور دوپہر تک زانو نہ بدلتے صبح کے وقت اوراد وظائف سے فارغ ہو کر دوپہر تک درس حدیث دیتے۔۔ حدیث کے علاوہ وقتاً فوقتاً دین حق کے حقائق اور معرفت وتصوف کے اسرار وغوامض پر تقریر فرماتے،،

کچھ نہ کچھ تحریر فرماتے رہتے، اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی جلیل القدر تصانیف تا قیامت آپ کو زندہ جاوید رکھیں گی،،

وفات

آخری عمر میں دلی پر نجف خان کا قبضہ ہوگیا یہ مغل دربار کا آخری امیر تھا اس نے تعصب سے حضرت شاہ صاحب کے پہنچے اتروا کر بیکار کر دیا تا کہ کچھ نہ لکھ سکیں، مگر حق کی آواز نہ دب سکی آخر انکو دلی سے نکال دیا گیا، آپ مع اہل وعیال جون پور اور لکھنؤ تشریف لے گئے، تقریباً ۳۰ برس تک دینی تعلیم وتربیت، وعظ ونصیحت اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہنے کے بعد ۶۳ برس کی عمر میں ۱۱۷۶ھ ۱۷۶۳ء کو وفات پاگئے،،

عادات وخصائل

شاہ صاحب نہایت خوش طبیعت اور خوش اخلاق تھے، ہر شخص سے خندہ پیشانی سے ملتے، خلوت وجلوت میں کسی کی برائی نہ بیان کرتے، شان و شوکت سے پرہیز فرماتے، بلند ہمت باحوصلہ، اور جفاکش تھے، بہادری اور شجاعت میں کسی سے کم نہ تھے، صبر وضبط کے پیکر اور مہمان نواز تھے، مسکین اور نادار وضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے میں مسرت محسوس فرماتے،، باوجود متمول ہونے کے سادہ تھے بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ کبھی شاہان وقت کی طرف چشمہ ارادت سے نہ دیکھا کلمہ حق کی سربلندی جزو ایمان سمجھتے خود اعتماد تھے، من عرف نفسہ فقد عرف ربہ، چنانچہ تفہیمات الٰہیہ میں ہے،، مجھ پر اللہ کے خاص احسانوں میں سے یہ ہے کہ اسنے مجھے حکیم وقائد اور زعیم بنایا،،

اولاد وشاگرد

مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے شاہ صاحب کے چار فرزندان ارشد میں سے حضرت شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدینؒ نے بالترتیب اردو میں بامحاورہ اور لفظی ترجمہ کیا اور عام مسلمانوں کو کلام پاک کے معانی اور مطالب سے روشناس کرایا، حضرت شاہ عبدالعزیز نے سیاست کے میدان میں مسلم دشمن قوتوں کا مقابلہ کیا اور آزادی ہند کے علمبردار بنے، حضرت شاہ عبدالغنی کے بیٹے شاہ اسماعیل شہیدؒ نے معرکہ بالاکوٹ میں اپنا نام روشن کیا، اگرچہ اس دور حاضر کے تمام علماء ہند آپکے معنوی شاگرد ہیں لیکن ممتاز شاگردوں میں سے شاہ محمد عاشق شاہ نور احمد، ملا جمال الدین، شاہ محمد امین کشمیری، اور شاہ ابوسعیدؒ کے نام آتے ہیں،،

تصانیف

آپ کی تصانیف ایک سو سے زائد ہیں جن میں کئی تصانیف نایاب ہیں، چند تصانیف درج ذیل ہیں،،

۱، فتح الرحمٰن فارسی میں، ترجمۂ قرآن پاک
۲، الفوز الکبیر " اصول تفسیر پر جامع
۳، تاویل الاحادیث عربی میں، تذکرہ انبیاء کرام
۴، مسوّٰی " شرح مؤطا امام مالک
۵، مصفّٰے فارسی " " "
۶، حجۃ اللہ البالغہ عربی میں دو جلدیں، فلسفۂ اسلام اور احکام شرعیہ پر بحث
۷، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء فارسی میں خلافت شیخین کا اثبات، شیعہ سنی اختلاف کا حل،
۸، قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین فارسی میں شیخین کی فضیلت
۹، شرح تراجم بخاری، عنوان اور حدیث کی ظاہری الجھن رفع کرنے کی کوشش
۱۰، الجزء اللطیف، فارسی میں، خود نوشت سوانح عمری،
۱۱، الشان الصیح، اپنے مشائخ حرمین کا تذکرہ،
۱۲، سرور المحزون، سیرۃ النبیؐ پر مختصر کتاب
۱۳، انفاس العارفین، فارسی میں اپنے بزرگوں کے حالات زندگی،
۱۴، تحفۃ الموحدین، فارسی میں، توحید کا موضوع اور شرک کا رد،
۱۵، تفہیمات الٰہیہ، دو جلدوں میں تصوف اور طریقت پر بحث،
۱۶، البدور البازغہ، عربی میں، تصوف کے حقائق علم الاسرار پر اصلی بیان
۱۷، الخیر الکثیر، عربی تصوف ہی کے موضوع پر بحث
۱۸، الطاف القدس، فارسی میں، تصوف کا وہ طریقہ جو آپ پر الہام ہوا، پر بحث
۱۹، الدر الثمین فی مبشرات النبی الامینؐ عربی، وہ بشارتیں جو آپکے نبی اور روحانی بزرگوں کو عطا ہوئیں،
۲۰، فیوض الحرمین، حرمین شریفین کی برکات جو شاہ صاحب کو حاصل ہوئیں،
۲۱، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، تقلید و غیر تقلید کے اختلاف کو حل کرنے کی کوشش،
۲۲، عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید عربی، اجتہاد و تقلید کے مسائل پر بحث
۲۳، فتح الخبیر، عربی، قرآن پاک کے غریب و مشکل لغات کا سہل الفاظ میں بیان الفوز الکبیر کا حصہ،

دینی خدمات

حضرت شاہ ولی اللہ کے عہد کے سیاسی حالات:

حضرت شاہ ولی اللہ کی پیدائش کے وقت ہند کے تخت پر اورنگ زیب عادل باہمت اور حساس بادشاہ جلوہ افروز تھا، لیکن اسکی زندگی کے آخری ایام میں تنزل کے آثار نمایاں ہو رہے تھے، سالہا سال سے عیش و آرام اور سکون نے مغل امراء اور دیگر اراکین سلطنت کے اخلاق کو صدمہ پست کر دیا تھا مغلوں کی فوجی تنظیم اس وجہ ناقص ہو چکی تھی کہ باوجود اورنگ زیب کی شخصی قیادت کے ۲۵ برس میں مرہٹوں جیسی اخلاق سے بے نیاز قوم سے نہ نپٹ سکے، مرہٹوں نے دکن کے علاقے سے مدد لینا شروع کر دی، طوائف الملوکی کا دور دورہ ہوا صوبوں کے گورنر بے لگام ہو کر ایک دوسرے سے برد آزما ہونے لگے، ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ درانی کا حملہ اور دلی میں اسکی لوٹ مار اور قتل عام سے تمام دنیا پر مغل تاجداروں کی بے بسی کا پول کھول دیا، سیاسی انحطاط کی اصل وجہ روحانی گراوٹ تھی شاہ جہان کے آخری ایام میں سلطنت دو نظریات کی آپس میں جنگ شروع ہو گئی تھی، اسکے نمائندے عالمگیر اور دارا شکوہ تھے، ایک طرف دیندار طبقہ تھا اور دوسری طرف آزاد خیالی کا سیلاب، اگرچہ عالمگیر نے دارا شکوہ پر فتح حاصل کر کے آزاد خیالی کا راستہ وقتی طور پر بند کر دیا تھا لیکن آخری ایام میں اور پھر وفات کے بعد تو ضعف بڑھتا چلا گیا:۔

حضرت شاہ صاحب کو اپنی عمر میں ایک درجن سلاطین دلی دیکھنے کا اتفاق ہوا ان سلاطین کے عہد میں ہند کو جن مہیب اور خونی واقعات و انقلابات سے دوچار ہونا پڑا وہ ایک دلخراش داستان ہے سادات بارہ کا تسلط، فرخ سیر کا ان کے ہاتھوں بے کسی کی قید میں مرنا، تورانیوں کے ہاتھوں ان کا خاتمہ، مرہٹوں کی بغاوت و عروج، سکھوں کا خونی فتنہ نادر شاہ کی یلغار، احمد شاہ ابدالی کا پانی پت میں فتح پانا، ایرانی اور تورانی امراء، شیعہ و سنی کی کشاکش، مغربی اقوام کا ہند کی سیاست میں داخل ہونا، نیز انگریزوں کا بنگال اور بہار میں اقتدار حضرت شاہ صاحب ہی کی زندگی میں رونما ہوئے۔

ایک طرف یہ حالت کہ مغلیہ سلطنت کا چراغ

لٹتا رہا تھا، قتل وغارت کا طوفان عروج پر
تھا، امراء سلطنت کبھی رنگ رلیاں مناتے
تو کبھی فتنوں سے دوچار ہوتے، دہلی
جو پایہ تخت تھا یہ حالت تھی کہ وہاں کسی کی
عزت محفوظ نہیں تھی، غیر مہذب فوجی لوگوں
کو لوٹتے پھر رہے تھے، ہر ایک کی زندگی
اجیرن تھی اور دوسری طرف شاہانِ وقت
رعایا کے حال سے بے خبر اپنے اسلاف کی
دولت رقص وسرود کی محفلوں میں لٹا رہے
تھے، رعایا کی پریشان حالت اور اس کی
مفلسی اور شاہانِ وقت کی بے نیازی حضرت
شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی آنکھیں دیکھ رہی
تھیں، انہوں نے ایک شعر میں اپنی قلبی
کیفیت کا نقشہ یوں کھینچا ہے

کان نجوما او مضت فی الغیاہب
عیون الافاعی او رؤس العقارب

الغرض نظام حکومت میں انتشار و طوائف
الملوکی پھیلی ہوئی تھی، ہند میں مسلم عوام
کی وہی حالت تھی جو ابن تیمیہؒ کے عہد میں
حجاز ومصر کی تھی"

شاہ صاحب کی سیاسی خدمات

(۱) نظریہ سیاست :- شخصی حکومت کے خلاف
تھے، انہوں نے آئندہ نسلوں کے لئے ایک
ضابطہ قائم کیا، خلافتِ راشدہ کا
طرزِ حکومت اپنانا چاہتے تھے اور ویسی
ہی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے، آپ نے
ایک مثالی ریاست کا تصور دیا جو اسلام
کے ضابطہ حیات کا جزو ہے اور اس سے
مربوط ہے، آپ نے اپنی کتاب حجۃ
اللہ البالغۃ میں سیاست کے موضوع
پر نہایت عمدہ بحث کی ہے، اس میں
انسانی معاشرہ کی ابتداء سے لیکر کامل
معاشرہ تک کے مختلف مراحل پر بحث کی
گئی ہے، بادشاہ کے اوصاف، فرائض
اور خلافت کی ضروریات وغیرہ پر روشنی
ڈالی گئی ہے، اس شاہکار کتاب کے
علاوہ سیاست کے موضوع پر ایک اور
کتاب الخیر الکثیر ہے جو اختصار کے باوجود
جامع ہے، اسی طرح البدور البازغہ میں
اسرار شریعت کے ساتھ ساتھ بعض
سیاسی مسائل کی توضیح کی گئی ہے اس
کے علاوہ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ
الخلفاء میں بھی خلافت کے متعلق شاہ
ولی اللہ کے اہم افکار ملتے ہیں،
فارسی میں قرۃ العینین فی تفضیل
الشیخین میں بھی شاہ ولی اللہ کے
سیاسی افکار نمایاں ہیں،

ایرانی اور تورانی جو اس وقت آپس میں
مختلف نظریات (شیعہ سنی) کی وجہ سے
برسرپیکار رہتے تھے کے متعلق بھی شاہ صاحب
کا نظریہ معتدلانہ تھا، آپ نے ازالۃ الخفاء
میں ایک معتدل نظریہ پیش کیا جو کہ وقت
کی اہم ضرورت تھی، اپنی کتاب تفہیمات
میں ہند کے ہر مسلم فرد کو وقت کے
تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے
کی نصیحت کی"

شاہ ولی اللہ اپنے سیاسی حالات کو
خاموش تماشائی کی حیثیت سے نہیں
دیکھ رہے تھے بلکہ انہیں ملک کی سیاسی
حالت کا پورا علم اور اسے سنوارنے کا پورا
احساس تھا، آپ نے نہ صرف ایک
سیاسی مفکر کی حیثیت سے حالات
کا جائزہ لیا بلکہ عملاً اسے تبدیل کرنے
کی بھی سعی کی، آپ کا اس پر یقینِ واثق
تھا کہ عدل اور امن زندگی کے ہر شعبہ میں
مساوات اور انصاف اور توازنِ معیشت
ہی ملی اور سیاسی نظام کو درست رکھ
سکتے ہیں" چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ میں رومی
اور ساسانی حکومتوں کے زوال کے اسباب
پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"مجھے ان پرانی حکایات کو دہرانے کی ضرورت
نہیں، جبکہ تم اپنی آنکھوں سے یہ تمام
چیزیں اپنے شاہان کی زندگیوں میں دیکھ
رہے ہو، شاہ صاحبؒ نے اعلانیہ اپنے
مکتوبات میں امراء، اراکین سلطنت، مثل
تاجداروں اور دیگر حکام کی بے راہ روی
پر تنقید کی، اور انہیں راہ راست پر
لانے کی کوشش کی،

ایک خط میں جو شاہِ وقت، وزراء اور دیگر
اراکین سلطنت کے نام ہے، فرماتے ہیں
" امید واثق ہے کہ اگر آپ اس مشورہ پر
عمل کریں گے تو حکومت کا نظم ونسق سدھر
جائے گا، ریاست کی مضبوطی ہوگی اور
ملک کا وقار بڑھ جائیگا"

(۱) جاٹوں کے قلعوں پر قابض ہو کر انہیں
قرار واقعی سزا دینی چاہئے تاکہ ملک میں
افراتفری پھیلانے سے باز رہیں،

(۲) خالصہ (شاہی زمین) کو بڑھا کر اکبرآباد
سے سرہند تک وسیع کر دینا چاہئے
کیونکہ انتظامیہ کی خرابی کا بڑا سبب خالصہ
زمینوں کی کمی اور خزانہ کا خالی ہونا ہے

(۳) جاگیریں چھوٹے چھوٹے منصب داروں کو

(باقی ۲۵ پر)

ضبط و ترتیب : مولانا منظور احمد الحسینی - کراچی

عوام کے مسائل اور اُن کے جوابات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی ناظم نشر و اشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان،

نکاح کی تجدید کا مسئلہ

سائل محمد فرید الدین قریشی

۲-P-۱۲۸-کراچی

س - ا۔ نے کہا تھا کہ اگر میں ب سے آئندہ لین دین یا بول چال رکھوں، تو میری بیوی کو طلاق، یا مجھ پر حرام، لیکن بعد میں معززین کا کہنا مان کر ا۔ نے ب، سے دوبارہ بول چال اور دیگر معاملات بحال کر لیں، تو کیا ا پر بیوی حرام ہو گئی یا طلاق ہو گئی، اگر نہیں تو کیا کفارہ ہے، جواب میں آپ نے لکھا تھا کہ ا کی بیوی کو طلاق ہو گئی دوبارہ نکاح کر لیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بوقت تجدید نکاح قاضی وغیرہ کو دوبارہ بلانا پڑیگا، یا چند آدمیوں کے سامنے تجدید کافی ہے"،

ج"، چونکہ تین طلاق نہیں ہوئیں اس لئے دوبارہ نکاح بغیر حلالہ کے ہو سکتا ہے قاضی کو بلانے کی ضرورت نہیں، دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کریں اور مہر بھی مقرر کر لیں"،

خرگوش کا گوشت

امین محمد جوانی کراچی

س، کیا خرگوش کا گوشت شرعی طور پر کھانا حلال ہے؟

ج: حلال ہے"،

سنت نماز کی نیت

سائل نوید احمد

لیاقت آباد کراچی"،

س: کیا سنت نماز کی نیت کرتے ہوئے مؤکدہ یا غیر مؤکدہ کہنا ضروری ہے

ج: کوئی ضروری نہیں البتہ دل میں دھیان ہونا چاہئے"،

س: اگر ہمارے کپڑے پر کسی جگہ کوئی ناپاکی لگ جائے مثلاً خون، پیشاب یا کچھ اور، اگر اس ناپاکی کا نشان چاندی کے روپے سے چھوٹا ہو، تو کیا ہماری نماز ہو جائیگی یا پھر ہم کو کپڑے کا اتنا حصہ پاک کرنا پڑیگا"،

ج: اگر نجاست روپے کے پھیلاؤ سے کم ہے تو نماز تو ہو جائیگی، مگر اس طرح نماز پڑھنا مکروہ ہے اس جگہ کو پاک کر لینا چاہئے"،

س: ہم دھوبی کو کپڑے دھونے کے لئے دیتے ہیں لیکن ہمیں یہ خبر نہیں کہ وہ کپڑے دھونے کے لئے کونسا پانی استعمال کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ دھوبی عموماً کپڑے ندی کے کنارے جہاں پر کافی گندگی ہوتی ہے پھیلا کر سکھاتے ہیں کیا ہم دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں:

ج: اگر یہ یقین نہیں کہ وہ گندے پانی سے دھوتے یا گندگی میں کپڑے پھیلاتے ہیں تو استعمال درست ہے، احتیاط کریں تو دوسری بات ہے

س: کسی چیز کو پانی سے دھوتے وقت کلمہ طیبہ پڑھنا چاہئے یا نہیں

ج: تین دفعہ دھونا اور نچوڑنا ضروری ہے، کلمہ طیبہ سے دل پاک ہوتا ہے کپڑے نہیں

س: کیا پیشاب کے بعد پتھر ٹھیکرے وغیرہ سے خشک کرنا ضروری ہے یا صرف پانی سے دھو لینا کافی ہے:

ج: اگر ڈھیلے کے بغیر قطرے بند نہ ہوں تو ضروری ہے ورنہ نہیں:

گانا اور وضو

گانا گانے سے یا گانے کے کچھ بول سننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

ج: وضو تو نہیں ٹوٹتا مگر وضو کا نور مٹ جاتا ہے اس لئے دوبارہ وضو کر لینا بہتر ہے

س: میرے ایک دوست کا نام حبیب اللہ ہے لیکن ہم لوگ اُسے پیار سے، "بُداللہ"، یا "مُیّے"، کہہ کر پکارتے

ہیں کیا یہ درست ہے؟

ج۔ نہیں صرف "حبیب" کہا کریں

س۔ اکثر لوگوں سے سُنا ہے کہ لاؤڈ سپیکر پر نماز نہیں ہوتی، کیا یہ بات صحیح ہے، اگر صحیح ہے تو پھر جمعہ اور عیدین کی نمازیں تمام مساجد میں لاؤڈ سپیکر پر ہوتی ہے، وہ ادا ہوئیں یا کہ نہیں۔

ج۔ لاؤڈ سپیکر پر نماز ہو جاتی ہے بغیر ضرورت کے نہیں لگانا چاہیئے۔

س۔ اگر ہم نماز پڑھتے ہوئے اس شک میں پڑ جائیں کہ ہم نے چار رکعت پڑھ لی ہیں یا تین، اب آپ تحریر فرمائیں کہ کیا ہم ایک رکعت اور پڑھیں یا سلام پھیر لیں جبکہ ہم کو خود بھی معلوم نہیں کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں،

ج۔ اگر تین اور چار میں شک ہو اور سوچنے پر بھی شک رفع نہ ہو تو ان کو تین ہی سمجھیں مگر التحیات کے لئے اس رکعت پر بھی بیٹھیں جسکے تیسری یا چوتھی ہونے میں شک ہے، التحیات بیٹھ کر ایک اور رکعت پڑھ لیں اور آخر میں سجدہ سہو کر لیں۔

سائل محمد شاہد

سجدہ سہو کا مسئلہ

نزد پریڈی تھانہ کراچی

س۔ نماز کے دوران تلاوت کرتے ہوئے بعض اوقات زبان لڑکھڑا جاتی ہے اور تلفظ صحیح نہیں نکل پاتا، بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ کئی بار دہرانے کے باوجود صحیح تلفظ نہیں نکلتا، ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہیئے یا نہیں

ج۔ اپنی طرف سے صحیح پڑھنے کی پوری کوشش کیا کیجئے، اٹک اٹک کر پڑھنے سے سجدہ سہو نہیں آتا، البتہ اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار خاموش کھڑا رہا تو سجدہ سہو واجب ہو جائیگا

سائل ظہور احمد

یا غوث کہنا؟

کیماڑی۔ کراچی

س۔ کافی مرد و خواتین ہیں کہ ان کا بچہ یا وہ خود ٹھوکر کھاتی ہیں تو کہتی ہیں "یا غوث" "یا علی"، کیا یہ الفاظ کہنے درست ہیں۔

ج۔ ایسے الفاظ کہنا جائز نہیں۔

سائل محمد رفیع الخیاط

سود کا مسئلہ۔

دوبئی،

س۔ میں درزی کا کام کرتا ہوں، مجھ سے ایک آدمی کام کرواتا ہے اس کا کاروبار سودی ہے (یعنی اس کی کمائی بالکل حرام ہے) اس سے ہم جو پیسے لیتے ہیں وہ ہمارے لئے حلال ہیں یا حرام۔

ج۔ اگر سود کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی بھی ہے تب تو آپ کے لئے اس سے اپنی محنت لینے میں کوئی اشکال ہی نہیں، آپ اس سے کہدیجئے کہ وہ آپ کی اجرت غیر سودی پیسوں میں سے دیا کرے، اور اگر اس کا ذریعہ آمدنی صرف سود ہے تو آپ اس کی تدبیر یہ کیا کریں کہ جتنی اجرت اس سے حاصل ہو وہ الگ رکھا کریں، اور اتنی مقدار کسی غیر مسلم سے قرض لیکر بیدم اس قرض میں ادا کر دیا کریں، اس تدبیر سے آپکی آمدنی پاک ہو جائیگی۔

س۔ سور کا گوشت وغیرہ حرام ہے جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سور کا نام لینا زبان سے بھی حرام ہے

ج۔ سور کا نام لینا حرام نہیں نہ اس سے زبان ناپاک ہوتی ہے۔

سید زادی کا نکاح غیر سید سے

سائل ممتاز حسین پی این شفا، کراچی،

س۔ سید خاندان کی لڑکی سے اعوان، بلوچ، راجپوت، ارائیں، وغیرہ دیگر قوم کا آدمی شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔

ج۔ سیدزادی کا نکاح اسکی رضامندی اور اس کے اولیاء کی رضامندی کے ساتھ ہر مسلمان کے ساتھ ہو سکتا ہے خواہ کسی ذات اور نسل کا ہو۔

مجنون کے افعال کا حکم

س۔ ایک صاحب دیندار گھرانے کے چشم و چراغ ہیں ان کی والدہ اور بیوی بچے سب صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں وہ صاحب ذہنی انتشار کا شکار ہیں ان کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے اکثر اپنے گھر سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور مہینوں ان کی خیر و عافیت کی کوئی خبر نہیں آتی، ایک زمانے میں ڈاکٹروں نے ان کو الیکٹریکل شوک بھی لگائے تھے آجکل سنا ہے کہ وہ کوئٹہ میں کسی عیسائی گرجا میں مقیم ہیں۔ اور عیسائی بن چکے ہیں، ہم کو معلوم ہے کہ انہوں نے اعتقادی طور پر کوئی مذہب تبدیل نہیں کیا ہے صرف دماغی خلل ہے تاہم شریعت ان کی بیوی کے نکاح کے بارے میں کیا کہتی ہے۔

ج مہ مجنون کے اقوال وافعال پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا اس لئے ان صاحب کے دماغی خلل کی حالت میں تبدیلی مذہب کا کوئی اعتبار نہیں، اسکا نکاح باقی ہے اور اس کی بیوی کے لئے اس سے ازدواجی تعلقات رکھنا درست ہے۔"

درود ماہی کی روایت

سائل، سہیل نسیم خداداد کالونی، کراچی،

س۔ میں ایک مرتبہ اپنے چچا کو درود ماہی کے خواص پڑھ کر سنا رہا تھا تو میرے چچا نے کہا کہ یہ روایت صحیح نہیں آپ فرمائیں کہ یہ بات درست ہے یا نہیں؟

ج مہ درود ماہی کی روایت من گھڑت ہے میں نے یہ روایت کسی کتاب میں نہیں دیکھی آپ کے چچا کا اعتراض درست ہے

شادی کے بعد نباہ کی صورتیں

سائل ۔ عبدالمجید ۔ ناظم آباد ۔ کراچی

س ۔ لڑکی کے والدین ہر دوسرے یا تیسرے ماہ اپنی لڑکی کو کراچی سے لاہور لے جائیں اگر خط لکھ کر پوچھا جائے کہ اسے کب لینے آئیں تو وہ خاموشی اختیار کریں اور اگر لینے کے لئے لاہور جائیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ابھی ہم نہیں بھیجتے۔ وہ کون سا شخص ہے کہ اپنی کاروباری مصروفیت اور نوکری کو نظر انداز کرکے بار بار ایک سال میں اپنی بیگم کو لینے جائیں، اخراجات میں الگ اضافہ ہو، دنیا اور بھی غم ہیں علامہ صاحب! کیا یہ ساری باتیں قباحت میں شامل نہیں۔"

ج مہ لڑکی والوں کا یہ رویہ قابل افسوس ہے، مگر شادی سے پہلے لاہور اور کراچی کے درمیان مسافت کا اور لڑکی والوں کے طور طریق کا اندازہ لگا لینا مناسب تھا شادی کے بعد نباہ کی دو صورتیں ہیں یا لڑکی والے عقل سے کام لیں، یا لڑکا حلم اور صبر و تحمل سے کام لے۔" ورنہ اس کشاکشی کا نتیجہ تلخی، منافرت، بداعتقادی اور بالآخر ٹوٹ پھوٹ ہو سکتی ہے، لڑکی والوں کا بغیر صحیح معقول سبب کے بار بار لیجانے کی کوئی وجہ نہیں۔"

س مہ جس جگہ غیر محرم ہوں وہاں بیوی کا کئی دن تک رہنا جائز ہے؟

ج مہ غیر محرم کے سامنے آنا اور بلا ضرورت اس سے باتیں کرنا عورت کے لئے جائز نہیں نہ تنہائی میں ان کا جمع ہونا جائز ہے اس معاملہ میں عورتیں بیحد غیر محتاط ہیں۔

س ۔ عورت کو محارم سے ملانا شوہر کے ذمہ ہے، ملانے کا وقفہ کیا ہونا چاہئے؟

ج مہ وقفہ کی میعاد شرعاً مقرر نہیں ہے حالات کے مطابق میاں بیوی خود طے کرلیں اور ان کے بھیجنا بھی لازم نہیں وہ خود آکر مل لیا کریں۔"

عورت پر شوہر کا حق

س مہ شادی سے پہلے جب لڑکی اپنے گھر میں ہوتی ہے تو اس وقت بہن، خالہ، پھوپھی وغیرہ اسے اپنے پاس لاکر نہیں رکھتے، پھر شادی کے فوراً بعد ان کا حق بن جاتا ہے، کیا بیوی کے لئے والدین، بہن، پھوپھی وغیرہ کے اختیارات خاوند سے زیادہ ہیں یا خاوند کا حکم بیوی کے لئے مقدم ہے

ج مہ عورت پر شوہر کا حق سب سے مقدم ہے دیگر رشتہ داروں کا مسئلہ استحقاق کا نہیں اخلاق کا ہے، اخلاق و محبت سے وہ بیوی کو شوہر کے گھر سے لیجا سکتے ہیں قانون و استحقاق سے نہیں پس اگر آپ کے سوالات سے خاوند کے حق کا مقدم ہونا نکلتا ہے تو میرے جواب سے بھی یہی نکلتا ہے، شوہر کی اجازت اور رضامندی کے بغیر عورت کو شوہر کے گھر سے باہر قدم رکھنا جائز نہیں، خواہ اسکے والدین کہیں یا دیگر رشتہ دار، اس سے بڑا حق شوہر کا کیا ہو سکتا ہے، اگر شوہر کو عالی ظرفی کا حکم دیا گیا ہے، عورتوں کے مزاج میں جہالت کجی، کمزوری اور ہلکاپن ہوا کرتا ہے مرد کو حکم ہے کہ وہ ان تمام امور کو نظر انداز کرکے ان کی دلداری کریں

میاں بیوی اگر ہر وقت قانون کی کتاب کھولے بیٹھے رہا کریں تو ازدواجی گاڑی ایک قدم بھی نہیں چل سکتی، یہ تو صلح و آشتی و اخلاقی رواداری اور پیار و محبت ہی کی طاقت سے چلتی ہے، ایک بزرگ نے اپنی بیوی کی بدخلقی کی اپنے شیخ سے شکایت کی، انہوں نے جواب میں لکھا "جو شخص عورت کی ایذاؤں پر صبر نہیں کرسکتا وہ اس سے افضل ہونے کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے۔"

چند مسائل سود اور زکوۃ کے بارے میں

سائل — مسٹر محمد ذکی شور فیصل کالونی کراچی
محترم مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، السلام علیکم ورحمۃ
اللہ وبرکاتہ،

قبلہ! میں آپ کا کالم کافی عرصے سے پڑھ رہا ہوں، آپ نے جدت پسند دنیا کے سامنے قرآن وسنت کے مطابق جو بابرکت سلسلہ شروع کیا ہے، ہماری دعا ہے کہ یہ ہمیشہ قائم رہے اور دنیا اس سے استفادہ کرتی رہے،

محترم موجودہ دور میں جس طرح دنیا کی کایا پلٹ رہی ہے، ہر جگہ نت نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے ہماری بابرکت شریعت کے مطابق ان کا حل پیش کرنا آج کی دنیا میں کسی معجزہ سے کم نہیں۔ محترمی کچھ پیچیدہ مسائل میرے لئے پریشانی کا باعث بنے ہوئے ہیں آپ سے التماس ہے کہ آپ میری تسلی فرمائیں گے امید ہے کہ آپ کسی نہ کسی طرح میری ضرور مدد فرماویں گے تاکہ میں دیرینہ ذہنی خلفشار سے اور گناہ سے بچ سکوں"

ج:۔ مکرم ومحترم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

آپ کے سوالات سے خوشی ہوئی کہ ع "ابھی کچھ باقی ہیں جہاں میں" ساری پیچیدگی اور دشواری اس سے پیدا ہو رہی ہے کہ ساہوکاران مغرب نے جو نظام دنیا پر مسلط کردیا ہے، ہمارے بااختیار حضرات اس میں تبدیلی کرنے کی جرأت نہیں رکھتے اور نہ اسے اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت سمجھتے ہیں اب میرے اور آپ جیسے حضرات ایک طرف لادینی نظام کے شکنجے میں کسے ہوئے ہیں دوسری طرف انہیں اپنے دین ومذہب کا خیال بھی آتا ہے اس دو عملی سے الجھنیں اور دشواریاں پیدا ہوتی ہیں اگر ہمیں کوئی صاحب ایمان وبصیرت قیادت میسر آتی تو اسلامی اصولوں کے مطابق بہتر سے بہتر نظام معیشت تشکیل دیا جا سکتا تھا،

(س نمبر ۱) میں ایک انگریزی بیمہ کمپنی میں ملازم ہوں جس کا صدر دفتر اسٹریلیا میں ہے کراچی میں ان کی ایک شاخ ہے یہ بیمہ کمپنی پاکستان کے قانون کے مطابق تین قسم کی تجارت کرتی ہے (نمبر ۱) فائر انشورنس، آگ کا بیمہ یعنی کسی بھی دوکان، فیکٹری، مل وغیرہ کا بیمہ، (نمبر ۲) میرین انشورنس، ہر قسم کے مال کا بیمہ جو ایک شہر سے دوسرے شہر ایک ملک سے دوسرے ملک، بحری جہاز، ہوائی جہاز مال گاڑی، اور ٹرک وغیرہ سے لاتے اور لیجاتے ہیں"

نمبر ۳، ایکسیڈنٹ انشورنس، ہر قسم کی گاڑیوں کا بیمہ، جو پاکستان میں چلتی ہیں اور کسی بھی ادارہ کے ملازم کا بیمہ کسی بھی ادارہ فرم، فیکٹری کے رقبہ کا بیمہ، کسی بھی قسم کی مشینری کا بیمہ کرتی ہے، ان تینوں تجارتوں میں معاہدہ کے تحت وقت مقرر ہوتا ہے کسی میں ایک دن کسی میں ایک ماہ اور کسی میں ایک سال ہوتا ہے، اور حکومت کی مقرر کردہ شرح کے مطابق کمپنی بیمہ کرانے والے سے رقم لیتی ہے وقت مقررہ میں اگر کسی قسم کا نقصان ہوتا ہے تو کمپنی بیمہ کرانے والے کو نقصان کا ہرجانہ ادا کرتی ہے دیگر صورت میں کمپنی رقم کی حقدار ہوتی ہے اس بیمہ کی تجارت میں مال کی کئی شکلیں ہوتی ہیں جو میرے خیال میں جائز نہیں مثلاً شراب کا کاروبار، اور نشہ آور ادویات کا بیمہ، اسکے علاوہ یہ تجارت کمیونسٹ ممالک اور بھارت وغیرہ سے بھی ہوتی ہے"

لہٰذا آپ کو زحمت دے رہا ہوں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیے کہ اس بیمہ کی کمپنی میں ہماری ملازمت جائز ہے یا کہ نہ اگر جائز ہے تو کس صورت میں اور اگر نہیں تو کیا وجہ ہے؟

ج نمبر ۱، :۔ موجودہ شکل میں بیمہ کی بنیاد سود اور قمار پر ہے اور یہ دونوں چیزیں شرعاً ناجائز ہیں،

چونکہ بیمہ کمپنیوں کی آمدنی کا اسی پر مدار ہے اور اسی میں سے کارکنوں کو معاوضہ ملتا ہے اس لئے بیمہ کمپنی کی موجودہ شکل میں ملازمت درست نہیں جو شخص اس میں مبتلا ہو وہ تین کام کرے"

۱، یہ کہ کسی جائز اور حلال کسب کی تلاش میں رہے

۲، یہ کہ جب تک کوئی پاک ذریعہ معاش میسر نہیں آتا استغفار کرتا رہے

۳۔ یہ کہ ہر مہینے اپنی تنخواہ کی بقدر کسی غیر مسلم سے قرض لیکر اس کو خرچ کرتا رہے اور کمپنی کی طرف سے ملنے والی تنخواہ سے قرض ادا کردیا کرے"

۲۵

س ۲ :- کیا پراویڈنٹ فنڈ جائز ہے؟

جواب ۲ :- پراویڈنٹ فنڈ جائز ہے، بشرطیکہ خود ملازمت جائز ہو (مثلاً گورنمنٹ کی یا کسی جائز کاروبار کے ادارے کی ملازمت ہو)

س ۳ :- میرے پاس ۷½ تولے سونا ہے اور اسکو رکھے ہوئے تین سال گذر گئے ہیں میں نے اس پر کوئی زکوٰۃ ادا نہیں کی کیا اس پر زکوٰۃ ادا کرنا لازمی ہے یا نہیں، اگر دینی ہے تو کس صورت میں،،

اب مجھے پانچ ہزار روپے اور مل جاتے ہیں کیا دونوں پر زکوٰۃ ادا کرنا لازمی ہوگی اور کس طرح سے، جیسے ۷½ تولہ سونا موجودہ قیمت کے حساب سے چودہ ہزار روپیہ کا ہوتا ہے اس پر ڈھائی فیصد ۳۵۰/- روپیہ ہوتا ہے، یا پرانی قیمت کے حساب سے جیسے ۷۰۰/- روپیہ ہوتے ہیں اور اس پر ڈھائی فیصد ۱۷۵/- روپیہ ہوتے ہیں برائے مہربانی بتلایئے گا کہ کون سی رقم بطور زکوٰۃ دی جائے گی، اس زکوٰۃ کی رقم جو بھی نکلتی ہے وہ راستے میں اپاہج لوگ ملتے ہیں انہیں دے سکتے ہیں یا نہیں، کیا یہ ضروری ہے کہ زکوٰۃ مسلمان ضرورت مند کو دی جائے اور بتا کر دی جائے کہ یہ رقم زکوٰۃ کی ہے

جواب نمبر ۳ :- ۷½ تولے سونا جس تاریخ کو آپ کی ملکیت میں آیا ہے سال گذرنے کے بعد اسی تاریخ کو اسکی قیمت جس قدر تھی اس پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ واجب ہوگی، نیز اسی تاریخ کو آپ کے پاس جتنی مالیت روپے پیسے کی شکل میں تھی اس کو بھی زکوٰۃ کے حساب میں شمار کیا جائیگا،

دوسرے سال اسی تاریخ کو جو قیمت تھی اس کا اعتبار ہوگا پھر تیسرے سال اسی تاریخ کو جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے زکوٰۃ دی جائیگی،،

منگتے فقیروں کو زکوٰۃ نہ دی جائے یہ عموماً صاحب نصاب ہوتے ہیں، اپنے عزیز واقارب میں پڑوس میں کوئی ضرورتمند، تنگدست، مقروض ہو اسکو دیدی جائے ورنہ کسی دینی ادارے کو بھیجدی جائے جس غریب کو زکوٰۃ دی جائے اسے یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، ہاں! دینی ادارے کو بھیجی جائے تو لکھدینا لازم ہے تاکہ وہ اسے صحیح مصرف پر خرچ کرسکیں،،

بقیہ : شاہ ولی اللہ

نہیں دینا چاہئیں، کیونکہ وہ اپنی جاگیروں کا انتظام کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور کسانوں اور حکومت کی مشکلات زیادہ کرنے کا باعث ہوتے ہیں

۳، غداروں اور منافقوں کے ساتھ سخت سلوک روا رکھا جائے اور دشمن کی مدد کرنے والوں کو سخت قسم کی سزا دی جائے ان سے جاگیریں اور منصب چھین لینے چاہئیں تاکہ دوسروں کے لئے عبرت کا باعث ہوں

۴، فوجوں کی مناسب تنظیم اور خاطر خواہ ٹریننگ ہونی چاہئے صرف ان ہی لوگوں کو افسر بنانا چاہئے جو بہادر، نیک خو، شریف النفس اور بادشاہ کے خیر خواہ ہوں، فوجیوں کی تنخواہ کا معقول انتظام ہو،،

۵، صرف انہی لوگوں کو قاضی اور محتسب مقرر کرنا چاہئے جو کبھی بھی رشوت کے الزام سے متہم نہ ہوئے ہوں اور عقیدہ پر راسخ ہوں

۶، مساجد کے ائمہ کی تنخواہیں مقرر ہونی چاہئیں اور انہیں پانچوں وقت کی نماز پڑھانے کی ہدایت ہونی چاہئے

۷، بادشاہ اور معززین کو چاہئے کہ وہ اپنا قیمتی وقت عیش عشرت میں برباد نہ کریں اور اپنی گذشتہ بداعمالیوں پر پشیمان ہو کر ان سے بچیں،، ——— (باقی آئندہ)

بقیہ : دستار بندی

اس کے بعد حضرت قاری محمد طیب صاحب نے مائیک پر آکر کسی بزرگ کا نام لیکر فرمایا کہ ان حضرات کی خواہش ہے کہ اس نشست میں حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مدظلہ کی دستار بندی بھی کردی جائے چنانچہ ان کی دستار بندی بھی اس موقعہ پر کردی گئی

اجلاس کی آخری نشست ۲۳ مارچ میں بھی اختتام سے قبل بعض اکابر مدرسین دارالعلوم دیوبند اور کچھ دیگر حضرات کی دستار بندی ہوئی جس میں مولانا سعید احمد اکبرآبادی، مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی مولانا منت اللہ رحمانی، مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی، شاہ صبغۃ اللہ بختیاری، مولانا بدرالحسن ایڈیٹر عربی جریدہ الداعی، مولانا محمد اسلم قاسمی ناظم اجلاس وغیرہ کے نام یاد پڑتے ہیں،،

ملک میں تعلیم موجودہ کا جو آئین ہے
دختران ملت بیضاء کی یہ توہین ہے
ہو چکا اب تک جو فرزندان ملت کیلئے
وہ بہت کافی ہے اس ملت کی ذلت کیلئے

آنکھوں دیکھا حال

مولانا سلطان محمود ناظم دفتر اہتمام دارالعلوم حقانیہ

صد سالہ اجلاس دارالعلوم دیوبند

اور

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی رسم دستار بندی

آج ۲۲ مارچ اور ہفتہ کا دن ہے برصغیر کی تاریخ کا یہ فقید المثال اجتماع حاضرین کے لحاظ سے پورے عروج پر ہے، اور اس لحاظ سے مجمع انتہا کو پہنچ چکا ہے، کل بعد از جمعہ افتتاحی نشست تھی، اور بعد از عشاء دوسری نشست میں زیادہ تر حصہ عالم عرب کے مشاہیر علماء اور زعماء کی تقاریر کا تھا، وسیع و عریض پنڈال کی وسعتوں کو نگاہیں سمیٹ نہیں سکتیں اور آنکھوں کے کیمرے بھی حاضرین کا احاطہ کرنے سے عاجز و درماندہ ہیں، آج کی نشست میں پہلی تقریر عالم اسلام کے متاع گرانمایہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی ہوئی جو اپنی تقریر میں ملت مسلمہ ہندیہ کو نیا پیغام نئی زندگی اور نیا ولولہ دے گئے اور اس پیغام نے "حاصل اجلاس" یا "پیغام دیوبند" کی حیثیت احاصل کرلی، کچھ حصہ ان کے خطاب کا عربی زبان میں تھا کہ عالم عرب کے بے شمار سامعین و شرکاء جلسہ بھی اس انمول تحفۃ الہند سے اپنا دل و دماغ منور کرسکیں،

ان کے خطاب کے بعد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی تقریر ہوئی، جنہیں اپنی علمی اور سیاسی بھاری بھرکم شخصیت اور خداداد وجاہت کی وجہ سے قدرتی طور پر پاکستان سے شریک ہونے والے کم و بیش ۵ ہزار زائرین و شرکاء جلسہ کی زعامت و قیادت کا شرف بھی حاصل ہے۔ ان کی تقریر بھی مختصر مگر جامع اور مؤثر رہی، کچھ دو ایک مزید عربی میں تقاریر بھی ہوئیں اس کے بعد حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی امیر شریعت بہار نے آکر مائیک پر اعلان کیا کہ اس نشست کا یہ حصہ دستار بندی کے لئے تھا مگر چونکہ وقت کم ہے اس لئے اب بعض نہایت اہم اکابر کی دستار بندی پر اکتفاء کیا جارہا ہے، حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فرمایا کہ چونکہ بعض اہم شخصیتوں کی تقاریر کی وجہ سے وقت کم رہ گیا ہے جس میں خاصی تعداد میں دستار بندی مشکل ہے جبکہ اب تک کے کل فضلاء کی تعداد ساڑھے گیارہ ہزار کے لگ بھگ ہے جنکی دستار بندی فرداً فرداً رسم کے مطابق ہونی چاہئے تھی مگر یہ ناممکن ہے، تاہم ہم اس نشست میں دو چار اہم شخصیتوں کی دستار بندی کرنا چاہتے ہیں"

جن میں سے ایک حضرت مولانا عبدالحق صاحب ہیں جنہوں نے پاکستان میں ایک اہم مرکزی دینی درسگاہ جامعہ حقانیہ کے نام سے قائم کی، جو پاکستان میں سب سے بڑا مدرسہ ہے، اور جنہوں نے فراغت کے بعد تقسیم سے پہلے قیام پاکستان تک یہاں دارالعلوم دیوبند میں پڑھایا اسی طرح حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی مدظلہ اور دارالعلوم دیوبند کے موجودہ شیخ الحدیث جو آجکل اگرچہ درس نہیں دے سکتے معذور ہیں مگر شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ہیں کی دستار بندی بھی ہوگی، باقی حضرات فضلاء کو کل یعنی ۲۳ مارچ کو جلسہ کے اختتام پر دارالحدیث کے ہال میں دستار فضیلت دی جائیں گی،

اس کے بعد دستار بندی شروع ہوئی سب سے پہلے خود حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کی رسم دستار بندی ادا ہوئی جن کی مسلسل طویل اور انتھک خدمات کے دور میں

دارالعلوم دیوبند نے ایک مدرسے عالمی یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کرلی ر اس کے بعد جانشین شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ حضرت مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہٗ صدر جمعیۃ العلماء ہند کی دستار بندی کا اعلان ہوا۔ فضلاء دارالعلوم کی کل تعداد میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہٗ کے تلامذہ اور ان سے سند حدیث لینے والوں کی تعداد دو تہائی سے کم نہ ہوگی ویسے بھی لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان حضرت قدس سرہٗ کے گرویدہ اور نام لیوا ہیں آج یہ لوگ اپنے شیخ، استاذ، اور مرشد کے جانشین اور یادگار کی پرمسرت اور بابرکت رسم دستاربندی کا منظر دیکھ کر بے تاب ہو رہے تھے، اجتماع میں ہلچل مچ گئی لوگ فرط جذبات سے بے قابو ہو رہے تھے کہ اتنے میں مولانا محمد اسعد مدنی نے مائیک پر آکر فرمایا کہ یہاں سب اکابر علم وفضل ہیں مگر اس وقت میرے دو اساتذہ موجود ہیں جن میں سے ایک حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم ہیں (ایک اور بزرگ کا نام لیا جو غالباً دارالعلوم کے موجودہ شیخ الحدیث ہیں مگر نام نہیں سنا گیا) اور میری دلی خواہش ہے کہ ان حضرات اساتذہ سے میری دستاربندی کرائی جائے اس وقت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ سٹیج کے شمالی کونے میں پہلی صف میں صوفے پر تشریف فرما تھے، حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدظلہٗ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو سہارا دیتے ہوئے مائیک تک لے آئے، یہ منظر عجیب فرحت انگیز اور رقت آمیز تھا، مخدوم زادہ عالم اور ہندوستانی مسلمانوں کے زعیم کی اپنے استاذ سے متواضعانہ اور مخلصانہ عقیدت قابل دید تھی اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ اور دیگر اکابر اور حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ نے حضرت مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہٗ کی دستار بندی کرائی،

اس کے بعد حضرت قاری محمد طیب صاحب نے مائیک پر آکر حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ کی دستار بندی کا اعلان فرمایا اور حضرت کے بارہ میں تحسین ومحبت کے زوردار کلمات سے ان کا تعارف کرایا اور فرمایا حضرت مولانا دامت برکاتہم دارالعلوم دیوبند کے جید علماء میں سے ہیں جنہوں نے فراغت کے بعد عرصہ تک دارالعلوم دیوبند میں تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور تقسیم ہند کے بعد بادل نخواستہ حضرت مولانا کو یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا اور تقسیم کے بعد ایک دینی ادارہ جامعہ حقانیہ کے نام سے قائم کر رکھا ہے اور حضرت مولانا وہاں خود کئی ہزار فضلاء کو دستار فضیلت عنایت کرچکے ہوئی تھی اور اب بحیثیت فاضل دارالعلوم ہونے کے ہم ان کی خدمت میں دستار فضیلت پیش کر رہے ہیں حضرت مدظلہٗ اس وقت مائیک کے قریب تشریف فرما تھے، مائیک پر آنے کے بعد ان کی دستاربندی ہوئی دستاربندی کے بعد حضرت مولانا عبدالحق مدظلہٗ نے دو چار منٹ تک مختصر کلمات بھی ارشاد فرمائے فرمایا کہ:

"یہ سب ان اکابر کی برکت اور دارالعلوم کا فیض ہے، ہم میں اس کی اہلیت ہرگز نہیں پورے برصغیر میں دین کی اشاعت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ اور ان کے اکابر کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے ان اکابر دارالعلوم کی کوششوں سے ملک آزاد ہوا اور دارالعلوم برصغیر میں اسلامی بقاء اور اشاعت کا ذریعہ بنا۔ دارالعلوم دیوبند کو رب العزت مزید ترقیوں سے نوازے"

اس موقعہ پر ایک اور بزرگ کی دستار بندی بھی کرائی گئی جن کا نام سمجھ میں نہیں آیا مگر کسی نے کہا کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے خلیفہ اجل مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب مدظلہٗ تھے اور کسی نے کہا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے پوتے حضرت مولانا متین

ہمارے دینی مدارس

دار العلوم حقانیہ اور آپ کا دینی فریضہ

دار العلوم حقانیہ اسلامی تعلیم اور تربیت کا وہ بے مثال مرکز اور عظیم درسگاہ ہے، جو مادیت، الحاد، مغربی تہذیب، اور دینی و اخلاقی فتنوں کے اس طوفانی دور میں عرصہ ۲۴ سال سے مذہبی علوم و فنون کا پرچم لہرا رہی ہے، اس نشرگاہ علوم رسالت سے جو دینی خدمات درس و تدریس، وعظ و تبلیغ، افتاء و تصنیف وغیرہ انجام پا رہی ہیں وہ آپ سے مخفی نہیں، اس مختصر عرصہ میں اس کے علمی انوار و برکات سے ملک کا گوشہ گوشہ منور ہوا، جو محض حق تعالیٰ کا فضل اور معاونین و اراکین کی مخلصانہ توجہات اور انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے اور آج بفضلہٖ (تحدیثاً بالنعمۃ) اس مدرسہ کو پاکستان کے واحد شمالی دار العلوم ہونے کا فخر حاصل ہے، اس کی حسن کارکردگی کی بدولت نہ صرف سرحد، ملحقہ ریاستوں اور پاکستانی افواج میں بلکہ بعض بیرونی اسلامی ممالک میں بھی دار العلوم کی سندِ فراغت منظور کی گئی ہے، بعض شعبوں کا اجمالی تعارف یہ ہے:

۱) شعبہ تعلیم القرآن — مڈل سکول جو عرصہ ۵ سال سے بچوں کو عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن مجید، عربی، اور دینی ضروریات کی تعلیم دے رہا ہے اس شعبہ میں ۸۵۰ بچے ۱۴ اساتذہ کی نگرانی میں تعلیم پا رہے ہیں، اس شعبہ کو ہائی تک بڑھانے کی تجویز ہے

۲۔ شعبہ دار العلوم، اس شعبہ میں پاکستان یا ساتھ کے ملحقہ آزاد قبائل، افغانستان بلکہ ایران اور تھائی لینڈ تک ۶۰۰ طلباء ۱۶ جید علماء سے اسلامی علوم و فنون حاصل کر رہے ہیں،

۳۔ شعبہ افتاء: اس شعبے کا کام ملک بھر سے آئے ہوئے اہم دینی مسائل کے جوابات دینا ہے اب تک تقریباً ۳۲۰۰۰ فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں،

۴۔ شعبہ تبلیغ و اشاعت، اس شعبہ میں حضرات مدرسین بوقت ضرورت بسلسلہ وعظ و تبلیغ باہر تشریف لے جاتے ہیں وقتاً فوقتاً ایک عظیم تبلیغی جلسہ منعقد ہوتا ہے، حسب ضرورت پمفلٹ اور مضامین شائع کئے جاتے ہیں، ایک علمی، تبلیغی، اصلاحی ماہنامہ الحق کے نام سے شائع ہوتا ہے جو ملک اور بیرون ملک میں ملت مسلمہ کی دینی رہبری اور تعلیماتِ قرآن و سنت کا پرچار کر رہا ہے

۵۔ مؤتمر المصنفین، عصر حاضر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے تصنیف و تالیف کا ایک اہم ادارہ، اس کے علاوہ امتحانات انتظامات، مطبخ، تعمیرات، کتب خانہ حفظ قرآن و قراءت وغیرہ کے الگ الگ شعبے نہایت جانفشانی سے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں

اخراجات: طلباء کی تمام ضروریات قیام و طعام، روشنی، ادویات، صابن، کتب، اور مصارف امتحانات وغیرہ دار العلوم کے ذمہ ہیں، سال رواں کے لازمی اخراجات کا میزانیہ نو لاکھ سے متجاوز ہے جبکہ آمدنی کے لحاظ سے اس میں کافی خسارہ ہے، امید ہے کہ فضل خداوندی اور اہل خیر کی توجہ سے اس سال بھی دار العلوم کی تعلیمی و تبلیغی شعبوں کی تکمیل کے ساتھ یہ خسارہ پورا ہو جائیگا اور یہ مرکزی دینی ادارہ ملت اسلامیہ کی اہم دینی ضرورتوں کو انجام دے سکیگا۔

تعمیرات کی فوری ضرورت

دار العلوم کو فوری طور پر دار الاقامہ (ہاسٹل) کی تکمیل، دار الافتاء، کتب خانہ، دار التصنیف وغیرہ کی شدید ضرورتیں درپیش ہیں جنہیں توکلاً علی اللہ شروع کیا گیا ہے گران پر کم از کم ۱۵ لاکھ روپیہ کا تخمینہ ہے، اور دردمند اہل خیر مسلمانوں سے استدعا ہے کہ اس نشرگاہ علوم نبوت کی ضروریات کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں، اور اپنے حلقہ احباب کو بھی متوجہ کرائیں، نیز اپنی پاک کمائی سے زکوٰۃ، صدقات خیرات و چرم قربانی کے علاوہ خاص عطیات سے بھی فیاضانہ طور پر اعانت فرمائیں، کیونکہ

خالص عطیہ ہی ایک ایسا چندہ ہے جس سے دارالعلوم کے ہر شعبہ کو ترقی دیجا سکتی ہے اور اسکی ہر وقت ضرورت رہتی ہے، زکوٰۃ خیرات کی رقم صرف نادار اور غریب طلبا، پر خرچ کیجاتی ہے۔ وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

ضروری نوٹ:

(۱) دارالعلوم کو رقم پہنچنے پر پختہ رسید مہتمم دارالعلوم حقانیہ کی دستخطی فوراً روانہ کردی جاتی ہے رسید نہ پہنچنے کی صورت میں دفتر کو مطلع کیا جائے

(۲) اگر کوئی رقم زکوٰۃ، صدقات، یا کسی خاص مد میں بھیجی جائے تو اسکی تصریح کردی جائے ایسی مدات کو اپنے خاص مصارف میں صرف کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(۳) مرکزی حکومت پاکستان کی وزارت مالیات کے ریونیو ڈویژن نے بذریعہ سرکلر نمبر ۹۔ سی۔ اے (۳۶) آئی ٹی پی/ ۵۵ کے ذریعہ دارالعلوم کے عطیات پر انکم ٹیکس معاف کردیا ہے۔

اجمالی کارگذاری — دنیائے علم و فضل کا خراج تحسین

بانی و مہتمم و شیخ الحدیث :- مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ ممبر قومی اسمبلی سابق استاذ اعلیٰ دارالعلوم دیوبند، آغاز، ابتدائی شعبہ تعلیم القرآن ۱۹۳۷ء بدست مبارک شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رح شعبہ دارالعلوم حقانیہ ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ مطابق اکتوبر ۱۹۴۶ء کل زیر تعلیم طلبا (تا حال شعبہ اطفال تیس ہزار، شعبہ دارالعلوم بارہ ہزار، مجموعہ بتیس ہزار، اخراجات دارالعلوم تا حال چالیس لاکھ، سالانہ بجٹ چار لاکھ روپے

زائد، نصاب تعلیم، مروجہ دارالعلوم دیوبند درس نظامی، فضلاء دارالعلوم دو ہزار، تقریباً ایک ہزار بیرونی ممالک افغانستان تا سرحدات روس و چین، فضلاء کی اکثریت ملک و بیرون ملک میں تدریس، اہتمام مدارس، تبلیغ، خطابت امامت، افواج، تعلیم گاہوں میں مصروف ہیں، اساتذہ دارالعلوم ۱۵ عدد شعبہ اطفال مڈل ۱۶، عملہ ۱۳، مجموعہ ۴۶ تعداد طلبہ دارالعلوم و شعبہ ابتدائی گیارہ سو، امداد طلباء طعام و قیام کتب و روشنی، ادویہ، صابن وغیرہ، شعبہ جات دار الافتاء، مجموعی جوابات پچیس ہزار، و تجوید و قرأت، تصنیف و تالیف، دعوت و تبلیغ، شعبہ عربی لسانیات معلم مبعوث الازہر، شعبہ مطبخ، شعبہ تعمیرات، شعبہ محاسبی شعبہ تعلیمات امتحانات، سہ ماہی، شش ماہی، سالانہ، الحاق وفاق المدارس، تعداد دورہ حدیث ۱۵۰ اسناد کتب خانہ آٹھ ہزار مطبوعہ، قلمی، اکیو سند دارالعلوم، سرحد، افواج پاکستان، افغانستان، جامع ازہر، سرکلر ۲۲/۹/۱۹۶۷ء مستند عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ، تعمیرات جامع مسجد، دارالحدیث، دفاتر، دارالتدریس احاطہ مدنیہ، قاسمیہ، مسقفہ، احاطہ اساتذہ، دارالضیافت، مکانات عملہ و اساتذہ، مدرسہ تعلیم القرآن زیر تعمیر دارالتصنیف، ماہنامہ الحق آغاز ۱۹۶۵ء بانی و مدیر مولانا سمیع الحق، حلقہ اشاعت برصغیر، مشرق وسطیٰ یورپ وغیرہ، مقاصد احیاء علوم کتاب کتاب و سنت اور نشاۃ اسلام، مؤتمر المصنفین تحقیق و تصنیف کا ذیلی ادارہ

اقتباسات از تحریری آراء مشاہیر علماء پاک و ہند

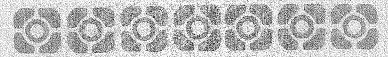
مولانا حسین احمد مدنی رح، قلیل مدت میں ترقی مقبولیت خداوندی کی دلیل،

قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم نے اپنی صورت و سیرت میں دارالعلوم دیوبند کی صورت و سیرت کو سمولیا ہے اور وہ دارالعلوم دیوبند ہی بن گیا ہے مولانا احمد علی لاہوری رح جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو چیلنج کے عنوان سے پاکستان کی گیارہ سالہ زندگی میں اسلام کی جو خدمات ایک عالم حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے کی ہیں کیا آپ سب نے مل کر جو سینکڑوں میں ہیں اتنی کی ہے؟ پاکستان میں کیا حفظ و بقاء کے سلسلہ میں علماء کرام کا سر بلند نہیں؟ خدام الدین ۴ اپریل ۱۹۵۸ء خطبہ جمعۃ الوداع " مولانا محمد زکریا سہارنپوری، مزید ترقیات و اخلاص کی دعائیں، " مولانا محمد یوسف دہلوی، علوم نبویہ کے عمومی و خصوصی فیضان کا ذریعہ مولانا ابوالحسن علی ندوی، اکوڑہ خٹک کا نام ہی میرے لئے بہت کشش رکھتا ہے — یہاں سے ہماری روح اور قلب کا تعلق ہے، یہاں سے ایک ایسے سلسلے کا آغاز ہوا جس کے نتیجے میں یہ مملکت عطا ہوئی، خدا کرے آپ علم و قلم کے ذریعہ ان مقاصد کی

کی تکمیل ہو اور اس جسد میں صحیح روح پیدا ہو۔ بڑی خوشی یہ ہے کہ دارالعلوم حقانیہ اسید احمد شہید کے میدان جنگ اور مشہد مجاہدین کے قریب ہی ہے"، مولانا محمد میاں دہلوی الجمعیۃ، "تشنہ لبوں کو علم مولی کے آب حیات سے سرشار کرنے والا"، مولانا مفتی محمود، "بجا طور پر پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کی نیابت کا مقام، ہدایت وحفاظت علوم کا روشن مینار، عربی علوم کی عظیم درسگاہ"، مولانا خان محمد صاحب کندیاں "دارالعلوم دیوبند کا متبادل"، مولانا غلام غوث ہزاروی، "پاکستان میں دیوبند عظیم اسلامی کامیاب یونیورسٹی، سرحدی ممالک کے اسلامی مدارس کے لئے شاہراہ"، مولانا عبیداللہ انور لاہور، "میرے لئے قبلہ علمی جس کی فضا اور ہوا سے دیوبند کی بو آتی ہے"، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا محمد علی جالندھری، "پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کی مثالی حیثیت دور ماضی کی یاد اپنی مثال آپ"، مولانا نصیرالدین غورغشتی، "میرے بعد خدمت حدیث جاری رہنے کے میری دعاؤں کی تعبیر"، مولانا نجم الدین اصلاحی مرتب مکتوبات شیخ الاسلام، "مغربی پاکستان کا جامع ازہر" (مکتوبات ج ۴ ص ۲۱۶) مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، "مغربی پاکستان ممتاز دارالعلوم اللہ تعالیٰ کے انعام کی کھلی نشانی"، مولانا شمس الحق افغانی، "ہمارے علم میں فقید المثال"، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، "تائید غیبی کا کرشمہ"، قاضی سجاد حسین دہلوی "اس خطہ کے لئے شمع ہدایت"، مولانا عبداللہ درخواستی "بہترین طریق پر دینی تعلیم، طلبہ میں دینی شوق دوسرے مدارس سے بہت زیادہ"،

مولانا محمد اسعد مدنی، "ہمارے حضرت مدنی کا خاص تعلق تھا"، مولانا عبدالمالک صدیقی مجددی، "ادارہ مذکورہ کی حیرت انگیز ترقیات کا متمنی"، پیر محسن الدین بنگلہ دیش، "ہر محکمہ میں نہایت انتظام، تعلیم کے ساتھ روحانی قدر وقیمت"، مولانا احتشام الحق تھانوی، "تاریخ میں اس کے کارناموں اور دینی و تبلیغی خدمات کو سنہری حروف سے لکھا جائیگا"، پیر مانکی شریف، "دین کی شمع روشن رکھنے کا بے مثال کام"، پیر دیول شریف، "صد ہا تحسین وتبریک"، خان عبدالولی خان، "دیوبند کی سوانح اور مولانا حسین احمد مدنی با عمل عالم کا کردار"، چوہدری ظہور الٰہی، "اس شمع ہدایت وعلم میں حاضری باعث سعادت"، شاہ احمد نورانی "دور دراز کے طلبہ دیکھنے سے قلبی مسرت"، پروفیسر غفور احمد، "اس کے انتظام اور علم کی خدمت سے بہت متاثر ہوا"، ابوالکلام محمد یوسف کھلنا، "تقسیم کے بعد دینی تعلیم کے خلاء کو ایک حد تک پورا کر دیا، اسے اور آگے بڑھیں"، "یہاں حاضری زندگی کا تاریخی دن اور مدتوں کی آرزؤں کی تکمیل"، مولانا کوثر نیازی، "پاکستان میں وہ حیثیت حاصل کریگا جو برصغیر میں دیوبند کی ہے"

مولانا عبدالغفور مہاجر مدینہ شریف، "دینی سرچشمہ عالم اسلام حیات، بہترین نظم وضبط، عظیم الشان نشرگاہ علوم دینیہ"، علامہ البشیر الابراہیمی الجزائری "قد یوجد فی الہند مالا یوجد فی الجزیرۃ تکاد تکون کلہا من امہات"، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ حلب، "راقنی سعۃ طلبہا الکاملۃ المسلمۃ ونظامہا الفطری الواعی البصیر وتوجیہ اساتذتہا البدر الصدوق"، شیخ الازہر الدکتور محمد الفحام "رایت وسرنا کثیرا ما تقوم بہ من خدمۃ الاسلام واللغۃ العربیۃ"، السفیر الجمہوریۃ اللیبیۃ "یستحق کل اجلال وتقدیر"، الوفد الکویتی "مجہود کبیر فی طلب العلم"، الوفد اللیبی والمراکشی "وجدنا فیہ الشیء الذی لیس الخاطر"، الوفد التعلیمی السعودی، "سرنا ما شاہدناہ لہذہ الدار الکریمۃ ابلغ الاثر فی مثل ہذا الموتمر"، الوفد الصحفی السعودی، "الجہود المنیرۃ الموفقۃ فی نشر الدین واللغۃ"



ھو العلیم

مدرسہ قاسم العلوم دروازہ شیرانوالہ لاہور

میں

امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور شیخ التفسیر حضرت الامام مولانا احمد علی لاہوریؒ کی طرز پر حسب معمول امسال بھی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

دورہ تفسیر قرآن

پڑھائیں گے

حضرت جانشین شیخ التفسیر کے علاوہ ملک کے مقتدر اور نامور علماء کرام مختلف موضوعات قرآنیہ پر خصوصی لیکچرز دیں گے

داخلہ یکم شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ سے شروع ہوگا

داخلے کے خواہشمند جو طلباء کرام اس سال اپنے مدارس میں یا وفاق المدارس کے تحت دورۂ حدیث شریف کا امتحان دے رہے ہیں وہ ناظم مدرسہ قاسم العلوم متعلقہ انجمن خدام الدین کو براہ کرم فوراً بذریعہ خط اپنے پروگرام سے مطلع فرمائیں، طلبہ کے قیام و طعام کا مدرسہ کفیل ہوگا۔

المعلن: ناظم مدرسہ قاسم العلوم اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور